بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بدر

BADR — QADIAN

الیس اللہ بکاف عبدہ مرزا غلام احمدؐ

مسیح وقت مہدی ہم مجدد بر سر این صد

Reg. No. L. CCLXXXVIII

ضمیمہ درس قرآن مجید

جلد ۱۰

۲۴ محرم الحرام سنہ ۱۳۲۹ھ علی صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۲۶ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء مطابق ۱۲ ماگھ سمت ۶۷

نمبر ۱۳

بھائیو گر قادیان آؤ گے تم

ایڈیٹر و منیجر محمد صادق عفی اللہ عنہ

نور دین مصطفےٰ پاؤ گے تم

اخبار قادیان

حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ الرحمن پچھلے اخبار میں بدھ تک کے حالات لکھے جا چکے ہیں بدھ کے دن حضرت صاحب کی طبیعت زیادہ تکلیف میں تھی قرار پایا کہ کوئی ڈاکٹر انگریز بھی برائے مشورہ لاہور امرتسر سے بلوایا جائے۔ چنانچہ شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی۔ مرزا خدابخش صاحب اور مولوی صدر دین صاحب اس مطلب کے واسطے لاہور تشریف لے گئے اور وہاں کے احباب کے مشورہ سے ڈاکٹر میجر ہرڈ صاحب کو ساتھ لائے جو کہ جمعرات کے دن دوپہر کو یہاں پہنچے اور قریب تین گھنٹے کے حضرت صاحب کے پاس رہے۔ نبض دیکھی۔ تھرما میٹر لگایا۔ پیشاب کا امتحان کیا زخم کھول کر دیکھا اپنے ہاتھ سے ڈریس کیا ماشرے کے واسطے چہرہ پر دوائی لگائی۔ خوراک تجویز کی اور ایک نسخہ پلانے کے واسطے لکھا۔ میجر صاحب نے حضرت صاحب کے متعلق بہت تشفی ظاہر کی۔ فرمایا نبض بہت اچھی ہے۔ اس میں پوری جوانی کی قوت اور توانائی ہے کوئی خطرہ کی بات نہیں۔ زخم کی حالت اچھی ہے۔ تدریجاً بھر جائیگا۔ ماشرے کی تکلیف چار پانچ روز تک جاتی رہیگی غرض ہر طرح سے حالت قابل اطمینان ظاہر کی۔ اور قریب عصر کے چلے گئے۔ پچھلی رات کو حضرت صاحب نے فرمایا کہ دل پر کچھ بوجھ سا معلوم ہوتا ہے۔

وصیت طبیعت بظاہر اچھی تھی تاہم احتیاطاً رات کو درمیان شب جمعرات و جمعہ حضرت صاحب نے فرمایا کہ قلم دوات کاغذ لاؤ۔ میں کچھ لکھ دوں پچھلی رات کا وقت تھا سوائے شیخ تیمور صاحب ایم۔اے کے جو دیگر رات کو وہاں رہنے والے خادم موجود تھے ان کو بھی باہر جانے کا حکم دیا۔ ایک کاغذ پر اپنے ہاتھ سے کچھ لکھا اور اُسے ایک لفافہ میں بند کرا کر اپنا انگوٹھا لگایا۔ اور پھر ایک دوسرے کاغذ پر بھی کچھ لکھ کر وہ بھی ایک لفافہ میں بند کرا دیا۔ اس دوسرے کاغذ میں ایک سطر شیخ تیمور صاحب سے بھی لکھوائی اور نیچے اپنے دستخط کر دیئے اور ان کی اشاعت سے منع کیا۔ اسواسطے ہر دو کا مضمون شائع نہیں کیا گیا۔ اور اُمید ہے کہ حضرت صاحب کی زندگی میں اِن کی اشاعت کی ضرورت بھی نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ حضرت صاحب کو مدت تک خدام کے سر پر قائم رکھے۔ لیکن جب قوم پر مصیبت کا دن آئیگا کہ حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ الرحمٰن ہم سے بظاہر جدا ہوں اُسوقت اپنے مرشد کی علیحدگی کے غم سے جو افسردگی قوم پر چھائیگی اُسکو دور کر کے ملت احمدیہ میں دوبارہ زندگی پیدا کرنے والی اُمید ہو کہ انشاء اللہ تعالیٰ انھیں الفاظ کی اشاعت ہوگی۔ جو ان [illegible] لفافوں میں مندرج ہیں۔

۲۱ جنوری ہفتہ کی رات [illegible] کے اثر کے سبب سے اٹک ہو جاتی تھی۔ آج ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب بھی تشریف لائے اور خون دیکھ کر کہا آج شام سے بخار نہیں ہے۔

۲۲ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء رات بڑے آرام سے گذری۔ بخار نہ رات کو تھا نہ دن کو ہوا۔ آج ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب و حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بھی تشریف لائے۔ ان کی رخصت کے وقت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو مخاطب کر کے چند کلمات فرمائے۔ جو کہ ڈاکٹر صاحب نے خود لکھ کر مجھے دیئے ہیں تاکہ فائدہ عام کے لئے درج اخبار کر دئے جائیں۔

نصیحت خدا کا فضل ہے کہ دورہ ماشرا (اری سپلس) جو کہ دوبارہ چیرا دینے کے بعد چہرے پر ہو گیا تھا اب قریباً سب اُتر گیا ہے اور بخار بھی اُتر گیا ہے۔ طاقت پہلے کی نسبت بہت اچھی ہے۔ غذا بھی خود کھا لیتے ہیں ہوش و حواس بالکل درست ہیں اور ہر طرح سے بیاری روبصحت ہے۔ آج قریب ساڑھے بارہ بجے دن کے جب میں رخصت ہونے لگا تو مینے پوچھا حضور کا دل کس چیز کو چاہتا ہے۔

آپ نے بجواب فرمایا کہ میرا دل یہی چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو جاوے۔ پھر اس کے بعد فرمایا کہ میرا دل یہی چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو جاوے۔ پھر فرمایا کہ میرا اللہ راضی ہو۔ پھر فرمایا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ تم فرمانبردار رہو۔ اختلاف نہ کرو۔ جھگڑا نہ کرنا۔ پھر فرمایا میں دُنیا سے بہت سیر ہو چکا ہوں کوئی دُنیا کی خواہش نہیں مر جاؤں تو میرا مولا مجھ سے راضی ہو۔ فرمایا کہ سب کو سُنا دو۔

پھر فرمایا میں دُنیا کی پرواہ نہیں رکھتا۔ مینے بہت کمایا۔ بہت کھایا۔ بہت خرچ کیا دنیا کی کوئی حرص باقی نہیں۔ پھر فرمایا مینے بہت کمایا بہت کھایا بہت پیا بہت دیا کوئی خواہش باقی نہیں کبھی کبھی صحت میں اس لئے چاہتا ہوں کہ گھبراہٹ میں ایمان نہ جاتا رہے۔ پھر بہت ہی درد انگیز لہجہ میں فرمایا کہ اللہ تو راضی ہو جا پھر کئی بار فرمایا اللّٰھم ارض عنی۔ اللّٰھم ارض عنی اس کے بعد مینے عرض کی کہ میں حضور کے الفاظ سنا دیتا ہوں جب دوبارہ یہاں تک سُنا چکا تو فرمایا مجھے شوق یہ ہے کہ

(بدر پریس قادیان میں میاں معراج الدین عمر پروپرائٹر و پرنٹر و پبلشر کے حکم سے چھپکر شائع ہوا)

کہ میری جماعت میں تفرقہ ہو۔ دنیا کوئی چیز نہیں۔ میں بہت راضی ہونگا اگر تم میں اتفاق ہو۔ میں سجدہ نہیں کر سکتا۔ پھر بھی سجدہ میں تمہارے لئے دعائیں کرتا ہوں۔ میں نے تمہاری بھلائی کے لئے بہت دعائیں کیں۔ مجھے طمع نہیں اور ہرگز نہیں۔ پھر فرمایا مجھے تم سے کوئی دنیا کا طمع نہیں۔ مجھے میرا مولیٰ بہت رازق سے دیتا ہے اور ضرورت سے زیادہ دیتا ہے۔ خبردار جھگڑا نہ کرنا تفرقہ نہ کرنا اللہ تعالیٰ تمھیں برکت دیگا۔ اور اس میں تمہاری عزت اور طاقت باقی رہیگی۔ نہیں تو کچھ بھی باقی نہیں رہیگا۔ پھر فرمایا کہ اگر میں نے کبھی کسی کو حکم دیا ہے تو اپنی دلی طمع سے حکم نہیں دیا۔ خدا کا حکم سمجھ کر دیا ہے۔ نمازیں پڑھو دعائیں مانگو دعا بڑا ہتھیار ہے۔ تقویٰ کرو۔ بس۔ پھر فرمایا دعائیں مانگو نمازیں پڑھو۔ بہت مسئلوں میں جھگڑے نہ کرو۔ جھگڑوں میں بہت نقصان ہوا ہے۔ بہت جھگڑا ہو تو خاموشی اختیار کرو۔ اور اپنے لئے اور دشمنوں کے لئے دعائیں کرو۔ پھر فرمایا۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اکثر پڑھا کرو۔ قرآن کو مضبوط پکڑو۔ قرآن بہت پڑھو اور اُس پر عمل کرو۔ پھر فرمایا

رضیت باللہ ربًّا و بالاسلام دینًا و بمحمدٍ رسولًا

اس کے بعد فرمایا۔ جاؤ حوالہ بخدا۔

خدا کے فضل سے صحت میں آپ ہر طرح سے ترقی کر رہے ہیں۔ پچھلے ایام کی نسبت آج حالت بہت بہتر ہے۔ اور خدا تعالیٰ سے اُمید ہے کہ عنقریب انکو کلی صحت ہو جاوے گی۔ آمین۔

خاکسار مرزا یعقوب بیگ (۲۲۔ جنوری ۱۹۱۱ء)

۲۳۔ جنوری۔ پیر کے دن طبیعت اچھی رہی

۲۴۔ منگل جبکہ آخری کاپی اخبار کی لکھی جاتی ہے کل دن کو اور رات حضرت صاحب کی طبیعت اچھی رہی۔ بہت دوستوں کے خط آتے ہیں کہ حضرت کے حضور میں سنائے جاویں۔ مگر ڈاکٹر منع کرتے ہیں کہ حضرت صاحب کو کسی قسم کی تکلیف دیجائے۔ اسواسطے عموماً خاموش لیٹے رہتے ہیں اور کوئی خطوط پیش نہیں کئے جا سکتے۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب واپس قادیان آگئے ہیں۔ ۲۵۔ جنوری بدھ طبیعت اچھی رہی کہ ورم اتر گیا ہے

شکریہ منشی فیاض علی صاحب کپورتھلہ سے حکیم عبدالرحیم صاحب دہلوی مقیم سیالکوٹ کا شکریہ کرتے ہیں حکیم صاحب موصوف نے منشی صاحب کے فرزند کا علاج نہایت ہمدردی اور کوشش سے کیا اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر دے۔

اسلام گر مصنفہ شیخ رحیم بخش صاحب نو مسلم جس میں مشنری عقائد کی اصلیت دکھائی گئی ہے۔ اور پادریوں کے سوال کے جواب لطیف پیرایہ میں دئے گئے ہیں۔ قیمت ۱؎ فی نسخہ

ملنے کا پتہ۔ امرتسر ہاتھی دروازہ۔ کوچہ تلوار و بگدھ دفتر راجپوتانہ شیخ رحیم بخش صاحب نو مسلم۔

احباب کیا مشورہ دیتے ہیں۔

بسبب علالت حضرت خلیفۃ المسیح ضمیمہ درس قرآن شریف قریبًا چھ ہفتہ سے بند ہے چونکہ حضرت صاحب کی طبیعت اس علالت میں ایسی ضعیف ہوگئی ہے کہ بعد غسل صحت بھی چند ہفتہ تک شاید درس نہ ہو سکے اسواسطے ضمیمہ درس کے متعلق چند باتیں ہمارے خیال میں آتی ہیں

اول جب تک دوبارہ درس جاری نہ ہو سکے سردست بعض مفید اور ضروری مضامین جیسا کہ تقریر و خطبات حضرت مولوی محمد احسن صاحب۔ مضمون حضرت خواجہ صاحب ڈاک ولایت جو قریبًا دو سال کے عرصہ سے بوجہ عدم گنجائش قریبًا بند ہے بطور ضمیمہ کے چھاپی جائیں۔ اس طرح سے جلسہ کی تقریریں بھی جو آہستہ آہستہ نکل رہی ہیں۔ جلدی احباب کو پہنچ جائینگی اور دیگر مفید مضامین کے واسطے بھی گنجائش نکل آئیگی۔ چنانچہ اس ہفتہ سے بطور نمونہ اور تجربہ کے ایسا کیا بھی جاتا ہے۔ اس میں ایک اور بات قابل غور ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جو دوست بلا ضمیمہ اخبار کے خریدار ہیں ان کو یہ تقریریں اور مضامین نہ پہنچ سکینگی سو اول تو ایسے خریدار بہت ہی کم ہیں اور جو ہیں ان کے واسطے یہ تجویز ہے کہ یہ ضمیمہ ان خریداروں کو بھی باقاعدہ روانہ کیا جائے۔ اور اس ضمیمہ کی قیمت جس قدر ہے پہ ہرن ۲ ماہوار زائد ان کے حساب میں لکھ لی جائے یا وہ بذریعہ ٹکٹوں کے بھیجدیں۔ جن احباب کو یہ ضمیمہ لینا منظور نہ ہو اُنھیں چاہئے کہ بذریعہ کارڈ کے اطلاع کردیں۔

دوسری تجویز یہ ہے کہ جب تک حضرت صاحب دوبارہ درس شروع نہ کریں ضمیمہ بند رہے۔ اور پھر ہر ایک اخبار کے ساتھ بجائے دو ورق کے چار ورق کا ضمیمہ اتنا عرصہ نکلتا رہے جتنا عرصہ کہ بند رہے۔

تیسری تجویز یہ ہے کہ پچھلے سے ہوئے درس کے نوٹوں سے بقیہ پارے مرتب کر کے ضمیمہ بدستور جاری رکھا جائے یہ ضمیمہ جو چھپ رہا ہے اس سال کے درس کا ہے مگر عاجز کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضرت خلیفۃ المسیح کا درس سنتے ہوئے بیس سال سے زائد عرصہ گذرا ہے اور بعض گذشتہ درسوں کی یادداشتیں موجود ہیں۔ ان سے بھی انشاء اللہ تعالیٰ درس مرتب ہو سکتا ہے۔

سردست پہلی تجویز پر عملدرآمد شروع کیا جاتا ہے۔ پھر اس کے متعلق جب رائیں جمع ہو جائینگی تو جو مناسب ہوگا کیا جائیگا۔

ریویو

مسدس ناصر سید ناصر علی صاحب نے بدعات محرم کے بیان میں لکھا ہے۔ حق یہ ہے کہ واقعی اسم بامسمّیٰ فغان دل دردمند ہے۔ ۱۰ صفحہ قیمت ۲ پائی۔ ۸ کاپیوں سے کم روانہ نہوگی۔ ملنے کا پتہ۔ سید معصوم علی۔ محلہ حکیمان اٹاوہ۔

ٹریکٹ نمبر ۱۱ یہ ایک مسلمان داستان نام رسالہ ۲۴ صفحہ کا۔ منشی محمد حسین صاحب کلرک چھاونی لاہور نے تالیف کیا ہے۔ اس میں مساجد بنانے کا راز۔ گرو نانک کے مسلمان اور نبی اکرم صلعم کے جگت گرو ہونے کا ثبوت دیا گیا ہے۔ رسالہ قابل دید ہے۔

احمدی الحق کے ایڈیٹر میر قاسم علی صاحب نے یہ رسالہ مخالفین سلسلہ احمدیہ کے جواب میں ماہوار شائع کرنا شروع کیا ہے۔ عہ سالانہ قیمت واجبی ہے۔ حجم ۲۴ صفحہ رسالہ زیر ریویو میں اُمت محمدیہ کے مثیل یہود ہو جانے کا ثبوت ہے۔ اُمید ہے کہ میر صاحب کا زور قلم اور ترکی بہ ترکی جواب **ابن خزرجو** کو اس کی بدزبانیوں کا مزا چکھا دیگا۔

تعزیوں کی قسمیں

ہمارے احمدی بھائیوں کو شاید معلوم ہو کہ تعزیوں کی بھی کئی قسمیں ہیں۔ آگرہ اخبار لکھتا ہے۔

(۱) مٹھائی کا تعزیہ۔ (خوب ایک پختہ دو کاج)
(۲) سلمہ ستارہ [illegible] بھوگلی [illegible] لجائی کے کام کے تعزئے۔
(۳) گھاس کا تعزیہ (۴) روئی کا تعزیہ (۵) کاٹھ کا تعزیہ۔
(۶) قالین کا تعزیہ (۷) سن کا تعزیہ۔

بزرگی بعلم است نہ بسال

بعض لوگوں کو صاحبزادہ محمود احمد صاحب کی ریش مقدس اور معارف و نکات قرآنیہ و فصاحت و لیاقت اور زبان کی طلاقت دیکھ کر خیال ہوتا ہے کہ آپ کی عمر کم از کم تیس سال ہوگی۔ اسواسطے ہم صاحبزادگان کی عمر عام اطلاع کے واسطے درج ذیل کرتے ہیں۔

تاریخ پیدائش صاحبزادہ محمود احمد صاحب ۱۲۔ جنوری ۱۸۸۹ء عمر ۲۲ سال
" " صاحبزادہ بشیر احمد صاحب ۲۰ اپریل ۱۸۹۳ء عمر ۱۸ سال ۹ ماہ
" " صاحبزادہ شریف احمد صاحب ۲۴۔ مئی ۱۸۹۵ء عمر ۱۵ سال ۸ ماہ

ضرورت نکاح

ایک شریف خاندان کی دو نوجوان لڑکیوں کے لئے جن کی عمر ۱۴۔ ۱۵ سال ہے۔ رشتہ کی ضرورت ہے۔ درخواست کے ساتھ ۲ کے ٹکٹ آویں کسی صاحب کو پتہ نہیں بتایا جاویگا۔

(درخواستیں مشتہر کے پاس پہنچا دی جائینگی۔ اور درخواست کنندہ کو مشتہر کا ایڈریس دیدیا جائیگا) (اس سے زیادہ بدر کی کوئی ذمہ واری نہیں)

سکرٹری صاحب کا خط

ذیل میں ہم جناب سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ کا ایک خط چھاپتے ہیں اور اُمید کرتے ہیں کہ تمام احمدی برادران اسپر کامل توجہ فرماوینگے۔ (ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرم بندہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کانفرنس انجمنہائے احمدیہ کے اجلاس منعقدہ ۲۰ - دسمبر ۱۹۱۰ء میں منجملہ اور امور کے جو پیش ہوئے ایک اہم امر مجلس معتمدین کی یہ تجویز تھی کہ جملہ انجمن ہائے احمدیہ کوشش کریں کہ ان کے سب ممبران کم از کم بحساب دو پیسہ فی روپیہ اپنی ماہوار آمد میں سے سلسلہ کی چار بڑی مدات - یعنی لنگر خانہ ہائی اسکول مدرسہ احمدیہ اور اشاعت اسلام کے لئے چندہ دیں اور کہ ایسے معاونین کی تعداد کو دس ہزار تک پہنچانے کی کوشش کیجاوے۔ جس جوش اور اخلاص سے مختلف انجمنوں کے سکرٹری یا پریذیڈنٹ صاحبان نے اس موقعہ پر اس تجویز کی تائید کی اس سے مجھے یقین ہوتا ہے کہ کانفرنس کی اس کی اس کاسوائی کی بنا پر جو اپیل میں آپکی خدمت میں اسوقت کرتا ہوں وہ بے سود نہوگی۔

گذشتہ سال کی آمد پر جب میں نظر کرتا ہوں جس کی اطلاع مفصل عنقریب آپ کو بذریعہ مطبوعہ رپورٹ پہنچیگی تو اس میں چار مدات مذکورہ بالا کی کل آمد اس سال کی ۲۰۱۵۹-۸-۰ نظر آتی ہے جس میں سے نصف سے کچھ زیادہ یعنی ۱۰۵۲۲-۷-۳ لنگرخانہ کی آمد ہے اور نصف سے کچھ کم باقی تینوں مدات کی تعلیم الاسلام ۴۹۳۵-۸-۶ - اشاعت اسلام ۳۴۱۷-۱۱-۹ مدرسہ احمدیہ ۱۲۷۳-۱۲-۶ - ان میں سے دو مدات ایسی ہیں جن کی آمد کا ذریعہ سوائے چندہ کے کچھ نہیں یعنی لنگرخانہ اور مدرسہ احمدیہ - اور دو دوسری دو مدات یعنی تعلیم الاسلام ہائی سکول میں علاوہ چندہ کے سرکاری گرانٹ - عید فنڈ - فیس کی آمد اور اشاعت اسلام میں فروخت رسالہ کی آمد علاوہ چندہ کے ہے جس کا نتیجہ یہ ہے جیساکہ رپورٹ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ ہائی سکول کو چھوڑکر جسکو مختلف قسموں کی مد پہنچنے سے دوسرے ذرائع سے خاصی آمد ہوجاتی ہے یعنی چار ہزار روپے کے قریب فیس کی آمد اور تین ہزار سے اوپر سرکاری گرانٹ اور عید فنڈ کی آمد باقی تینوں مدات میں خرچ آمد سے بڑھا رہا۔ اس طرح پر کہ اشاعت اسلام میں خرچ آمد سے ۹۸۷ زیادہ ہے۔ مدرسہ احمدیہ میں ۱۱۹۹ - اور لنگرخانہ میں ۱۰۲۵ - یہ تو گذشتہ حالت ہے اور آئندہ کے لئے اس سے بھی زیادہ مشکلات نظر آتی ہیں - ایک مدرسہ احمدیہ کے لئے ہی ۵۹۴۴ یعنی قریبًا چھ ہزار روپیہ خرچ کا اس سال میں بکار ہے اور یہ خرچ سوائے چندہ کے اور کسی طرح پورا نہیں ہوسکتا - ادھر آمد کا اگر یہی حال ہے تو بارہ تیرہ سو سے بڑھنے کی اُمید کم ہے یہی وہ حالت ہے جسپر غور کرکے گذشتہ سے پیوستہ سال کی رپورٹ میں اس امر کی طرف احباب کو توجہ دلائی گئی تھی کہ ہم انجمنوں کے ذریعے صرف دسہزار آدمیوں سے بھی باقاعدہ چندہ وصول کرسکیں اور یہ دسہزار آدمی عہد کرلیں کہ وہ اپنی آمد میں سے دو پیسے فی روپیہ اس سلسلہ کی اغراض لنگرخانہ - مدرسہ احمدیہ و اشاعت اسلام کے لئے دینگے۔ تو پانچہزار روپے ماہوار یا ساٹھ ہزار روپے سالانہ کی مستقل آمد اس ذریعہ سے ہوسکتی ہے۔"

اب ایک اور سال کا تجربہ پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ ہمیں اس تجویز کو عملی رنگ میں لانے کے لئے کوئی دن کیا کچھ گھنٹے بھی ضائع نہیں کرنے چاہئیں - اور جس طرح ممکن ہو اس تجویز کو عملی جامہ بہت جلد پہنانا چاہئے - مجلس معتمدین اور پھر کانفرنس انجمنہائے احمدیہ نے بھی اس ضرورت کو سخت محسوس کیا ہے اور اس لئے ان سب باتوں کو آپ کی خدمت میں پیش کرکے میں یہ درخواست آپ کی خدمت میں کرتا ہوں کہ آپ اس امر کو کسی قریب تر اجلاس انجمن میں پیش کرکے ان سب احباب کو جو اس سلسلہ میں شامل ہیں پرزور تحریک کریں کہ وہ اس تجویز پر کاربند ہوں - مانا کہ ہماری کوئی قہری حکومت نہیں - ہم کسی کو مجبور نہیں کرسکتے کہ ضرور اتنا چندہ دو اور وعدہ کرکے وقت پر نہ دے تو ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں کہ ہم جبرًا اس موعودہ رقم کو بھی وصول کرسکیں - لیکن کیا اس سلسلہ میں جو لوگ داخل ہوتے ہیں وہ جبرًا ہوئے ہیں یا اب اُن کو کوئی مجبور کرسکتا ہے کہ وہ اس میں شامل رہیں - ہمارے جو احباب انشراح صدر سے اس سلسلہ میں شامل ہیں - اور میں یقین کرتا ہوں کہ سب احباب انشراح صدر ہی سے اس میں شامل ہیں کیا وہ اس بات سے ناواقف ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس سلسلہ کو اس زمانہ میں قائم کرنے کی غرض ہے ہی خدمت اسلام اگر اس میں ہوکر بھی ہم خدمتِ اسلام میں حصہ نہیں لیتے تو عملی رنگ میں ہم اس سلسلہ میں نہیں کہلاسکتے - اور فرضی طور پر ایک ایسے سلسلہ میں رہنے سے حاصل کیا ہے جو دُنیا کیطرف سے مورد طعن و ملامت ہورہا ہے اور تکفیر کا نشانہ بن رہا ہے - ایمانی رنگ میں یہ ماننا کہ حضرت مرزا غلام احمدؐ صاحب اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھے اور وہی مسیح و مہدی تھے جس کے آنے کا وعدہ دیا گیا تھا اور عملی رنگ میں اسلام کی خدمت میں لگے رہنا یہ دونوں امر سلسلہ میں شمولیت کے لئے ضروری ہیں۔

جیساکہ اگر یہ سلسلہ خدانخواستہ خدمت اسلام کے کام کو چھوڑ دے تو پھر یہ مسیح موعود کا سلسلہ نہیں کہلا سکتا - اسی طرح اگر کوئی شخص سلسلہ میں شامل ہوکر خدمت اسلام کے کام کو چھوڑتا ہے تو پھر یہ مسیح موعود کا سلسلہ نہیں کہلا سکتا اسی طرح اگر کوئی شخص اس سلسلہ میں شامل ہوکر خدمت اسلام کے کام کو چھوڑتا ہے تو وہ بھی عملی طور پر سلسلہ میں داخل نہیں کہا جاسکتا۔

خدمت اسلام کے کیا کیا پہلو ہیں ان کی بنیاد خود بانئ سلسلہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رکھدی ہے - اور انہی کاموں میں حصہ لیکر ہم عملی طور پر اس سلسلہ میں داخل ہوسکتے ہیں - انہی کاموں کو چلانے کے لئے ایک یہ تجویز ہے جو اس وقت آپ کی خدمت میں پیش کیجاتی ہے۔

دو پیسے فی روپیہ اپنی آمد میں سے اس سلسلہ کے لئے کاٹ دینا کوئی ایسی درخواست نہیں جسے غریب سے غریب شخص بھی جو اس سلسلہ میں شامل ہے پورا نہ کرسکتا ہو - یہ کوئی جان کی قربانی نہیں - کوئی عزت و وجاہت کی قربانی نہیں - ان بڑی بڑی دنیوی اُمیدوں کی قربانی نہیں جو ہر ایک دل میں چھپتی ہیں ہاں ایک مالی قربانی ہے اور وہ بھی بہت چھوٹے پیمانہ پر - مگر یاد رکھو کہ اس تمہاری چھوٹی سی قربانی سے دنیا میں عظیم الشان کام ہوسکتے ہیں کتنی چھوٹی سی بات ہے جو شخص سولہ روپیہ ماہوار کماتا ہے وہ یہی سمجھ لے کہ میں سولہ نہیں ساڑھے پندرہ کماتا ہوں جو بتیس روپیہ کماتا ہے وہ اپنے نفس کو آسانی سے سمجھا سکتا ہے کہ میں بتیس نہیں اکتیس کماتا ہوں - یاد رکھو کہ اس چھوٹے سے حصہ کے کاٹ دینے میں تمہارا نقصان کوئی نہیں اور فائدہ بہت سے ہیں - اس حصہ کے خدا کی راہ میں خلوص نیت سے کاٹ دینے سے تمہارے اموال پاک ہوجائینگے اور ان میں برکت ہوگی - تمہارے ایمان عملی رنگ اختیار کرکے مضبوط ہوجائینگے - تم انصار اللہ کہلاؤگے - تم دنیا میں بڑے بڑے کاموں کو سرانجام دیکر ایک بڑی قوم بنجاؤگے - تم اللہ کے نزدیک اجر و ثواب کے مستحق ٹھہروگے تم سے پہلے ان لوگوں نے جن کے نقش قدم پر تمہیں چلنے کا دعویٰ ہے وہ وہ قربانیاں کرکے دکھائی ہیں - کہ مالوں گھروں جائدادوں قریبیوں - رشتہ داروں عزت و وجاہت سب کچھ قربان کرکے آخر جانیں بھی قربان کردیں - ان کے نام آسمان پر روشن ستاروں کی طرح دنیا کے آخر تک چمکینگے - ان مثالوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھو اور اسی راہ پر قدم مارنے کی کوشش کرو - اگر تم میں سے وہ اشخاص ہیں جنھوں نے

اپنی کُل کی کُل اُمیدوں کو خدا کی راہ میں قربان کردیا جنھوں نے اپنے مالوں کے بڑے حصے کو خدا کی راہ میں صرف کردیا۔ تو تم خود ہی غور کر کے دیکھ لو کہ آیا وہ فی الواقع دُنیا میں غریب و ذلیل ہوگئے اور معیشت کی تنگی اُنپر وارد ہوگئی؟ اور اگر تم میں سے وہ اشخاص ہیں جنھوں نے اپنے مالوں کے کسی معتد بہ حصّہ کو اس راہ میں آجتک صرف نہیں کیا تو کیا وہ اس کے نہ دینے سے دُنیا میں معزز اور امیر بنگئے ہیں؟ یہ مال جو تم کماتے ہو یہ تو کسی نہ کسی طرح فنا ہوتے چلے ہی جائینگے مبارک ہے وہ جو ان کے کسی حصّہ کو قربان کردیتا ہے کیونکہ یہی وہ حصّہ ہے جو بیج کیطرح بویا جاتا ہے اور جو آخر کار وہ ثمر لاتا ہے جو انسان کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا پس اب بھی گذشتہ نقصان کی تلافی کے لئے کمربستہ ہو جاؤ۔ ہمت کے آگے سب مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں ؛

یاد رہے کہ اس تحریک سے یہ غرض ہے کہ (۱) جو احباب ابتک چندہ نہیں دیتے یا دو پیسے فی روپیہ یعنی اپنی آمد کے بتیسویں حصہ سے کم چندہ دیتے ہیں ان سے کم از کم اس حساب سے چندہ لیا جاوے نہ یہ کہ جو احباب اب زیادہ چندہ دیتے ہیں وہ اسے کم کردیں (۲) چندہ کی وصولی باقاعدہ ماہوار ہو جاوے۔ دینے والے بھی یہ کوشش کریں کہ مہینے کے مہینے اس رقم کو شروع ہی سے کاٹ کر الگ کردیں اور وصول کرنے والے بھی یہ کوشش کریں کہ وہ دوسرے مہینے تک بقایا نہ رہنے دیں کیونکہ اس طرح سے دینے والے کے لئے مشکل ہو جاتا ہے۔ (۳) نئی فہرستیں اگر ممکن ہو تو ۳۱- جنوری تک ورنہ اخیر فروری تک ضرور دفتر سکرٹری میں پہنچ جانی چاہئیں۔ تاکہ یہاں بھی حساب کتاب جملہ چندہ دہندگان کا کھول دیا جاوے۔ اور بقایا وغیرہ کا مطالبہ کیا جاسکے ؛

نوٹ جو احباب وصیت کی رُو سے دسواں حصہ آمد دیتے ہیں ان کے سب چندے اسی دسویں حصہ میں شامل سمجھے جاوینگے ؛

نوٹ یہ نہایت ضروری ہے کہ اس جلسہ انجمن میں سب احباب کو جمع کرنے کی کوشش کی جاوے۔ اور جو نہ شامل ہوسکیں اُن کو اس تجویز میں شامل کرنے کے لئے ہر ایک انجمن میں سے ایسے دو تین مستعد احباب جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ یہ جوش ڈالے ان کے پاس گھروں میں جاویں اور حتی الوسع یہ کوشش ہو کہ کوئی فرد اس سے باہر نہ رہے۔ والسلام

خاکسار **محمد علی** - سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

مورخہ ۱۰- جنوری سنہ ۱۹۱۱ء

گذرا ہوا زمانہ

(از ماسٹر عبد الرحیم صاحب نیر)

آتا ہے یاد مجھ کو دارالاماں میں آنا ۔۔ دارالاماں میں آنا احمدؑ کا خود بُلانا

کچھ تھوڑا تھوڑا کر کے اکسال بھر بچانا ۔۔ تھوڑا سا خرچ کر کے ڈھیروں نفع کمانا

اپنے مسیح کا پھر مسجد کی چھت پہ آنا ۔۔ اُس منہ کو دیکھتے ہی دل کا سرور پانا

احباب سارے لیکر دربار کا لگانا ۔۔ تشریف آپ رکھ کر وہ انجمن سجانا

کر میٹھی میٹھی باتیں حضرت کا مُسکرانا ۔۔ غنچوں کا اپنے دل کے دم دم پہ کھلتے جانا

اللہ کی معرفت کا وہ کھولنا خزانہ ۔۔ بھرپور سب کو کرنا ان گنت زر لُٹانا

آ یاد آیا مجھکو ان پاؤں کا دبانا ۔۔ کندھوں پہ اولیا کے لابد ہے جنکا آنا

احمد کی خاکپا ہوں مولا مجھے بچانا ۔۔ محشر میں یاد رکھنا ان پاؤں کا دبانا (باقی آئندہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدا نکتہ نواز ہے

۱۴ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء کی گذشتہ شب کو یہ عاجز کسی سبب سے بیدار رہا تو میرے دل میں خیال آیا کہ یہ سخت سردیوں کے دن ہیں اور اکثر بھائیوں کے پاس جو تحصیل رضاء الٰہی کے لئے قادیان آئے ہیں لحاف نہیں ہیں۔ اور کوئی نہ کوئی مسافر دوسرے تیسرے روز ایسا اور آجاتا ہے جس کے پاس بستر وغیرہ نہیں ہوتا ہے اب تک ۲۷ لحاف اس عاجز نے بنائے ہیں کچھ خلیفۃ المسیح نے بھی بنوائے ہیں۔ نیز چندہ کمیٹی نے کل شاید چالیس پچاس انتہا درجہ ہونگے۔ لیکن قادیان میں کم از کم سو ضعفاء جمع ہیں اور آئندہ آمد کا دروازہ کھُلا ہے اور سردیاں امسال حد سے زیادہ پڑی ہیں اور بارشیں پیچھا نہیں چھوڑتیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ امسال سرما کا موسم مقدار سے زیادہ دیر تک رہیگا۔ نیچے تو بیچارے مُسافر کسیر گھاس بچھا لیتے ہیں۔ لیکن اوپر کے لئے ضرور آجکل لحاف چاہئیں جن کی بہت کمی ہے۔ اس لئے مسافر اور ضعفاء مجھ سے مانگتے ہیں۔ کیونکہ ان کو معلوم ہے کہ میں ضعفاء کا مہتمم بن بیٹھا ہوں۔ مگر میں حیران ہوں کہ اب لحاف ہو چکے اور ہنوز مانگ باقی ہے۔ میں کیا کروں اس پریشانی میں میری نیند اُچاٹ ہوگئی اور بیقراری بڑھنے لگی۔ یہانتک کہ میں چشم پر آب ہوگیا میرے دل نے اپنے مالک رب کیطرف رجوع کیا اور خواہش پیدا ہوئی کہ اس معاملہ میں اس طرف سے کچھ مدد ملے۔ اسوقت میرے دل میں کچھ القا ہوا جس سے میں اطمینان پاکر سو رہا۔ صبح کو میں نے بعد نماز اپنے دوستوں سے مسجد میں اس طرح اظہار کیا کہ بنی اسرائیل میں ایک فاحشہ زانیہ تھی وہ کہیں جاتی تھی کہ راہ میں اتفاقاً وہ کسی کنوئیں میں پانی پینے کے لئے اُتری جس میں لوگ اُتر کر پانی پیا کرتے تھے۔ جب وہ پانی پیکر اوپر آئی تو اس نے دیکھا کہ ایک کُتا شدت پیاس سے کیچڑ چاٹتا ہے اُس عورت کے دل میں اُس کُتے کی حالت پر رحم آیا اور وہ دوبارہ کنوئیں میں اُتری۔ اور اپنے پاؤں کے موزہ میں پانی بھر کر مُنہ سے پکڑ کر اوپر چڑھی۔ اور اُس کُتے کو پانی پلایا۔ اُس زانیہ کے اس فعل پر اللہ تعالیٰ ایسا راضی ہوا کہ اُسکو بہشت میں داخل کردیا۔ یعنی اس فعل نیک کی برکت سے وہ تائب ہوئی اور بعد مرنے کے جنت میں داخل ہوئی ؛

اب میں اپنے عزیز دوستوں احمدیوں سے سوال کرتا ہوں کہ ہمارے احمدی بھائی اُس بنی اسرائیل کی زانیہ سے اپنے آپ کو بہتر سمجھتے یا بہتر بنانا چاہتے ہیں یا نہیں۔ اور شفقت علیٰ خلق اللہ معاذ اللہ کیا ان میں اس زانیہ سے بھی کم ہے اور یہ ہمارے بھائی احمدی اپنے احمدی بھائیوں کو جو دور دراز ملکوں سے تحصیل رضائے الٰہی کے لئے قادیان میں جمع ہیں اس کُتے جیسا بھی نہیں سمجھتے جسکو رحم کر کے اس زانیہ نے جنت حاصل کی تھی اور کیا ہمارے بھائی جنت حاصل کرنے کے خواہشمند نہیں بیشک ہمارے بھائی اپنے بھائیوں کو کُتے سے زیادہ پیارا سمجھتے اور ضرور بہشت کے بھی خواہشمند ہیں لیکن مجھے خیال ہے کہ وہ اپنے غریب بھائیوں کی بیکسی پر مطلع نہیں ہیں۔ لہذا میں انھیں مطلع کرتا ہوں کہ موسم سخت سرما کا ہے اور ہنوز جاتا نظر نہیں آتا اور لحاف و کمل کی یہاں نہایت ضرورت ہے۔ کل احمدی جماعت توجہ فرماوے۔ لحاف کمل یا روپیہ سے ہماری مدد کرے۔ جسقدر جلد ممکن ہو ہمارے احمدی دوست ہماری دستگیری فرماویں۔ روپیہ بھیجیں تاکہ ہم خود لحاف بنالیں یا لحاف و کمل خود بناکر وخرید کر عنایت کریں۔ ایسا نہو تا تریاق از عراق آوردہ شود۔ مار گزیدہ مردہ شود۔ حدیث شریف میں ہے من لا یرحم لا یرحم جو کسی پر رحم نہیں کرتا اُسپر خدا بھی رحم نہیں فرماتا۔ وما علینا الا البلاغ

المشتہر **ناصر نواب** قادیان ۱۵- جنوری سنہ ۱۹۱۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلسہ مذاہب منعقدہ الہ آباد

اور

ہماری شمولیت

(از ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب)

یہ خدا تعالیٰ کی عجیب شان ہے کہ اسلامی خدمت کے لئے خدا تعالیٰ نے محض احمدی جماعت کو چن لیا ہے ایک اہل بصیرت کے لئے یہ ایک غور کا مقام ہے اگر یہ سلسلہ سلسلہ حقہ نہ ہوتا۔ تو ممکن تھا کہ خدا تعالیٰ اس سلسلہ کے بانی مبانی اور اوس کے بعد اس کے مختلف افراد کے شامل حال نصرت و فتحمندی کر دیتا۔ خود حضرت اقدس مسیح موعود کے زمانے میں جب کبھی مذاہب غیر کے ساتھ اسلام کا معاملہ آپڑا تو حضرت کے ہاتھ سے ہی اسلام کو فتح نصیب ہوئی اور آپ کے بعد بھی یہی حالت ہوئی ابھی وہ کامیابی جو خدا تعالیٰ نے اسلام کو احمدی قلم و دماغ کے ذریعہ عطا کی اور جس طرح حضرۃ قبلہ مولوی محمد علی صاحب کی قلم کا نکلا ہوا مضمون کلکتہ میں سب دیگر مضامین پر غالب آیا۔ اس کی خوشی پر ہم ابھی سجدات شکر ادا کر رہے تھے۔ کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں ایک اور موقعہ پہلے سے بھی دوچند خوشی کا عطا فرمایا۔ الہ آباد میں پھر کانفرنس ( ) کا انتظام ہوا اور امسال جہاں مولوی محمد علی صاحب کو مدعو کیا گیا وہاں جناب خواجہ کمال الدین صاحب کو بھی منتظمان جلسہ نے الگ طور پر مدعو کیا۔ علاوہ ازیں لاہور۔ علی گڑھ کے بعض مشاہیر قوم نے بر استفسار سکرٹری جلسہ مذاہب خواجہ صاحب کو ہی اس کام کے لئے موزون قرار دیا۔

حضرت مولوی محمد علی صاحب تو دیگر کارہائے ضروری کے باعث الہ آباد نہ جاسکے لیکن حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام نے حضرت ماسٹر صدر الدین صاحب کو مولوی محمد علی صاحب کا مضمون پڑھنے کے لئے تجویز کیا۔ سات جنوری کی دوپہر کو خواجہ صاحب اور ماسٹر صاحب کی معیت میں عاجز راقم بھی الہ آباد کو روانہ ہوا۔ یہ سفر نہائت ہی خوشی اور سرور قلب کا موجب ہوا۔ فاصبحتم بنعمتہ اخوانًا کا ایک عجیب غریب نقشہ قدم قدم پر نظر آیا۔ ایک خاصی تعداد احمدی برادران کی مشائعت کے طور پر ہمارے ساتھ تھی جنھوں نے ہماری کامیابی کے لئے بہت رو رو کر جناب باری میں دعا کی۔ جو دعا یقیناً مقبول ہوئی۔ امرتسر پہونچ کر سیٹھ عبد الرحمن صاحب مدراسی جو مدراس کو جارہے تھے۔ آملے۔ سیٹھ صاحب نے الہ آباد تک ہمارا ساتھ دیا۔ تمام راہ اس پیرانہ سالی میں آپ کی زندہ دلی ہم نوجوانوں میں ایک تازہ زندگی کا روح پھونکتی تھی۔ خواجہ صاحب کے ساتھ سیٹھ صاحب کو خاص اونس معلوم ہوتا تھا وہ بار بار خواجہ صاحب کی خدمات کو یاد کرتے جو حضرت اقدس کی زندگی میں انہوں نے کین اور حضرت اقدس مغفور کی خاص شفقت کو جو خواجہ صاحب کے حال پر تھی بلند دل بھی ذکر کرتے اور فرماتے کہ یہ اس خدمت اور شفقت کا نتیجہ ہے کہ ہمارے سلسلہ میں خاص کام کے لئے خدا تعالےٰ نے ان کو چن لیا ہے۔ سیٹھ صاحب نے بہت نصیحت آمیز فقرہ فرمائے۔ اور خواجہ صاحب کو کہا کہ ہمیشہ دعا کریں کہ خدا تعالیٰ آپ کو نظر بد اور نظر حسد سے محفوظ رکھے آمین۔ آپ نے وہ کام سر پر لیا ہے جس کا نبھانا محض اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہے۔ آمین۔

انبالہ کے اسٹیشن پر پہونچ کر برادر محمد یوسف صاحب احمدی ٹھیکیدار کمسٹریٹ کے صاحبزادہ معہ دیگر احباب موجود تھے معلوم ہوا کہ برادر محمد یوسف وہاں نہیں تھے لیکن ان کی غیر حاضری صرف اس لئے محسوس ہوئی کہ ان کی زیارت نہ ہوسکی۔ والا آپ کے صاحبزادہ نے حد درجہ کی محبت کا ثبوت دیا اور مہمان نوازی کے تمام مراسم بجا لائے۔ عمدہ سے عمدہ کھانے اونھوں نے ہمیں کھانے کو دئے خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے اور اس روح پر فتوح کی برکات کو یاد کرتے ہم انبالہ سے رخصت ہوئے جس نے یہ یگانگت اور اخوت ہم میں پیدا کر رکھی ہے۔

ماسٹر صدر الدین صاحب ہی اس قافلہ کے امیر تھے اور آپ ہی ہمارے امام تھے۔ ہم نے ریلوں میں بھی باجماعت نمازیں پڑھیں۔ خواجہ صاحب کا خیال تھا کہ ہم گاڑی کو ریزرو کرالیں۔ لیکن وہ تو نہ ہوسکا۔ خدا تعالیٰ نے ویسے ہی گاڑی ریزرو کردی۔ سارے راہ میں کوئی بھی ہماری گاڑی میں نہ آیا۔ ہاں کانپور میں ایک برہمن پنڈت ہماری گاڑی میں آگئے جس کا ذکر موقعہ پر کیا جاویگا۔

انبالہ سے رخصت ہوکر بعد از فراغت نماز ہم سب سوگئے رات بہت گذر گئی تھی۔ ٹنڈلے کے قریب ہم جاگ پڑے جہاں نوافل میں مشغول ہوکر کامیابی کے لئے بہت رو رو کر دعائیں مانگیں۔ طلوع آفتاب سے پہلے ہم اٹاوہ کے اسٹیشن پر پہونچے اور برادران سلسلہ کا وہ سلوک دیکھا کہ جس کا ہم کو وہم بھی نہ تھا یہ سردی کا موسم اور صبح کا وقت۔ برادر صادق حسین صاحب کی طرف سے چار پراٹھے سموسہ اور نہائت عمدہ گوشت پکا ہوا اسٹیشن پر موجود تھا۔ چار کو گرم کرنے کے لئے انگیٹھی اور کوئلہ ہمراہ تھے۔ کھانے کو تو خدا ہر جگہ اچھے سے اچھا دیتا ہے اور دیگا۔ لیکن اس اخلاص اور محبت کو دیکھ کر جو ہمارے بھائی ہم سے رکھتے ہیں بار بار خدا تعالیٰ کی جناب میں سجدات شکر ادا کرنے کو دل چاہتا تھا۔

برادر صادق حسین صاحب وکیل کی محبت سے فائدہ اٹھا کر ہم آگے چلے۔ کانپور نو بجے کے بعد گاڑی پہونچی۔ اسٹیشن پر بھائی معراج الدین صاحب سینیٹری انسپکٹر کانپور معہ دیگر احمدی احباب کے موجود تھے انھوں نے ہمارے کھانے کا انتظام بھی کر رکھا تھا۔ کھانے کا وقت بھی آچکا تھا۔ ہم تردد میں تھے کہ ایک پنڈت جی مہاراج گاڑی میں آگئے۔ ہم نے تو نہائت خوشی سے ان کا استقبال کیا اور ان کو کہا کہ وہ ہمارے ساتھ گاڑی میں بیٹھ جاویں۔ لیکن جب اون کے مشام میں اس پرشاد کی خوشبو پہونچی تو انھوں نے گاڑی کو چھوڑنا ہی پسند کیا۔ خواجہ صاحب نے اس موقعہ پر فرمایا۔ کہ عجب انقلاب ہے۔ کہ رگوید کے دیوتاؤں کو تو اس مہاپرشاد کے لئے اکاش سے بلاتے ہیں اور وہ بالفاظ رگوید اس مہاپرشاد کی خوشبو کے لئے اپنے نتھنوں کو کھولیں اور یہ پنڈت جی جو اون کے پجاری ہیں آج اسی سید الطعام لحم کی خوشبو سے بھاگ جاویں شاید اسی لئے ان دیوتاؤں نے بھی ان کو چھوڑ دیا۔

کانپور سے روانہ ہوکر آخر کار گاڑی ایک بجے دوپہر کے الہ آباد پہونچی جہاں سے ہم سیٹھ صاحب سے بادیدہ نم جدا ہوئے۔ سیٹھ صاحب کی تھوڑی سی ہم سفری نے کچھ ایسی محبت ہمارے سینوں میں بھردی کہ اون کی اس جلد جدائی نے ہماری آنکھیں پرنم کر دیں۔ اسٹیشن پر برادران الہ آباد استقبالاً موجود تھے۔ جن کا ذکر انشاء اللہ آخر میں کیا جاویگا۔ دو بجے کے قریب ہم فرودگاہ میں پہونچے۔ چار سے فارغ ہوکر نماز ظہر و عصر جمع کرکے ادا کیگئی۔ چار بجے شام کے قریب ہم سب منتظمین جلسہ کی ملاقات کو گئے یہ بہت ہی خوش اخلاقی سے پیش آئے معلوم ہوا کہ خواجہ صاحب کا پرچہ ابھی اون تک پہونچا ہی نہیں تھا اور مولوی محمد علی صاحب کا پرچہ بھی ایک دن پہلے پہونچا تھا۔ بہرحال خواجہ صاحب کے پرچہ کی نقل اون کے پاس موجود تھی۔ مسٹر سارڈا چرن متر جو ہائیکورٹ کلکتہ کے جج رہ چکے ہیں اور جو دراصل اس جلسہ

کی رُوح رہ ان میں وہ خواجہ صاحب کی آمد سن کر ملنے آئے اور نہایت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم تو پرانے دوست ہیں اور یقین ہے کہ یہ دوستی مستحکم ہوگی اونہوں نے یہ بھی کہا کہ ہم خصوصاً آپ کی طرف معاملہ گاؤکشی میں نگاہ رکھتے ہیں اور ہم کو مدد کی امید ہے۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ یہ تو آپ لوگوں کے اختیار میں ہے۔ ہمارے مرشد و آقا نے آپ کو پیغام صلح دے رکھا ہے اور اس کی بعض شرائط کے پورا ہونے پر آپکے ساتھ چار لاکھ سے زیادہ احمدیوں کی ہمدردی معاملہ گاؤکشی میں ہوسکتی ہے۔

اِدہر اُدہر کی اور گفتگو ہوئی اور ہم اپنی فرودگاہ میں آئے یہ ۸ ماہ جنوری تھی اور اسی شام کو خواجہ صاحب کا لکچر مسلم کلب الہ آباد میں تھا۔ لیکچر کا مضمون تھا "زندہ اور کامل نبی" یہ کلب دراصل مسلمان تعلیم یافتہ جماعت کی طرف سے ہے۔ اور لکچر میں بھی کثرت سے تعلیم یافتہ نوجوان ہی نظر آئے اہل کلب نے تو اس مکان کو لکچر کے لئے کافی سمجھ رکھا تھا لیکن ابھی لکچر شروع بھی نہ ہوا تھا کہ کلب کا مکان خلقت کے ہجوم سے معمور ہوگیا۔ اور سیڑھیاں بھی مکان کی بھر گئیں لکچر کے پریزیڈنٹ مولوی رحمت اللہ خان صاحب وکیل ہائی کورٹ الہ آباد تھے۔ آپ نہایت ہی متین اور سنجیدہ طبع انسان تھے آپنے جو ابتدائی ریمارکس کئے اس نے ہم سب کو حیران کردیا۔ ایک احمدی پریزیڈنٹ سے اُن الفاظ کی ہم توقع نہ کرسکتے تھے جو پریزیڈنٹ جلسہ نے ہماری جماعت کے اور ہمارے کارکنوں کے حق میں فرمائے۔

آپنے فرمایا کہ ہم ان بزرگوں کے جس قدر ممنون ہوں تھوڑے ہیں آپنے اس قدر لمبا سفر گوارا کرکے ایک ایسے وقت میں ہماری عزتوں کو بچالیا جب اس میدان جنگ مذاہب میں ہم اپنے علماء سے مایوس ہوچکے تھے۔ آج اگر یہ بزرگ الہ آباد تشریف نہ لاتے تو ہمارے لئے دیگر مذاہب کے مقابل سخت ندامت اور شرمندگی کا موقعہ تھا اور پھر اس الہ آباد پر ہی کیا منحصر ہے آپ کی قلم کا لوہا یورپ اور امریکہ نے مانا اس علم و سائنس کے زمانہ میں جب مذہب پر حکیم مزاج اور فلسفی منش لوگ ہنسی اور مذاق اڑاتے ہیں ان بزرگوں کا حکیمانہ مضامین لکھ کر اسلام کی عزت اور شوکت کو دنیا کے چار گوشوں میں قائم کرنا یہ وہ امور ہیں کہ جسکی سخت ضرورت تھی اور جس کی طرف ہم مسلمانوں نے کبھی توجہ نہ کی۔ لیکن یہ خداتعالیٰ کا احسان ہے کہ اُس نے ایسے نازک وقت میں اپنے مذہب کی حمایت کے لئے ان بزرگوں کو اٹھایا وہ جوش و خروش جو ان بزرگوں کو مذہب اور اس کی اشاعت کے لئے ہے وہ ان کی صداقت پر دلالت کرتا ہے آج جس بزرگ کا لیکچر ہے وہ اپنی دینی خدمات کے لئے آج ہم میں غیر معروف نہیں اگرچہ ہمیں بذات خود خواجہ صاحب کو سننے کا موقعہ نہیں ملا لیکن جو کچھ برابر گذشتہ سال میں متواتر ہم نے آپکے متعلق سنا ہے وہ نہ خواجہ صاحب کی ہی عزت کو ہماری نگاہ میں قائم کرتا ہے بلکہ اس جماعت کی عزت ہمارے دلوں پر مرتسم ہوجاتی ہے جس جماعت نے خواجہ صاحب کو پیدا کیا ہے" مولوی رحمت اللہ خان صاحب نے بہت دیر تک خواجہ صاحب اور ہماری جماعت کی تعریف کی اس بات نے اور خصوصاً دوسرے دن جو مسٹر ظہور احمد صاحب بیرسٹرایٹ لاء نے مولوی صدرالدین صاحب کے لکچر والے دن بحیثیت پریزیڈنٹ کہا اس نے ہم پر یہ امر ثابت کردیا کہ ہندوستان میں کس قدر ضرورت ان اصول پر کام کرنے کی ہے جن پر خواجہ صاحب نے گذشتہ دو سال سے قدم مارا ہے خواجہ صاحب کے لکچر کا ڈھنگ تو دراصل وہی تھا جو آپکے سیرت نبی کریمؐ کے لکچر کا تھا۔ لیکن باوجودیکہ ہم سب نے ایک دفعہ یہ مضمون آپ سے سُنا۔ اب اس مضمون کا رنگ ہی نرالا تھا اس قسم کے نئے حکیمانہ اور فلسفیانہ نکات اور مؤرخانہ تنقیدی اصول اس میں تھے کہ اور تو اور ہم خود محو حیرت ہورہے تھے۔ وہ تمہید جو خواجہ صاحب نصف یا پون گھنٹہ میں ختم کردینے تھے اسی تمہید میں پورے ڈیڑھ گھنٹے ختم ہوگئے۔ لوگوں کی دلچسپی اور ذوق کا یہ عالم تھا کہ سب کے سب ہمہ تن توجہ ہورہے تھے کیا مجال کہ کوئی سانس تک بھی لے دوران لکچر میں کئی آیات کی لطیف تفسیر اور حدیثوں کی حکیمانہ اور فلسفیانہ تشریحیں آپنے بیان کیں۔ عین موقعہ پر جب حاضرین پرلے درجہ کے سرور اور محویت کے عالم میں تھے خواجہ صاحب نے مسیح ناصری اور نبی کریمؐ کا مقابلہ شروع کیا اور اس کے ضمن میں ذیل کے الفاظ فرمائے۔

دوستو! میں نے مشن کالج میں تعلیم پائی ہے اور میرا تعلق خاص وہاں کے پادری پروفیسروں سے تھا۔ مجھ پر عیسائیت کی قدرتی اور مصنوعی ساری کی ساری دلفریبیاں اثر کرچکی تھیں۔ خدا بھلا کرے میرے مرشد و مولیٰ حضرت مرزا صاحب کا اگر وہ میری دستگیری نہ کرتے تو آج شاید الہ آباد کے کسی چرچ ہال میں آپ اوس شخص کو ربنا المسیح ربنا المسیح کہتا اور صلیب پرستی میں تقریریں کرتا سنتے۔ جسے آج آپ اسلام اور شارع اسلام کی حمایت میں بولتا دیکھ رہے ہیں۔ آخر خداتعالیٰ نے مجھے طاقت گویائی عطا فرما رکھی تھی یہ ضرور کہیں نہ کہیں اپنا رنگ دکھلاتی یا میں آپ کا لیکچرار ہوتا یا عیسائیت کا منادؔ۔ میں ایسے نازک وقت پر جب مجھ پر کہ عیسائیت کی دلفریبیاں اپنے کامل جادو کرچکی تھیں۔ مجھے میرے مرشد نے اس طلسم فرنگ سے بچایا"

اللہ اللہ! یہ فقرات کچھ ایسے انداز پر اور ایسے برمحل اور وقت شناسی کے ساتھ خواجہ صاحب نے فرمائے کہ سامعین کے چہروں پر بجائے کسی قسم کی استعجاب کے ایک محبت اور عزت کے آثار پائے جاتے تھے۔ جو اوسیوقت مرزا صاحب کے متعلق یقیناً اون کے دل محسوس کررہے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ ایسا جادو بیان شخص جو اس فصاحت و بلاغت کے ساتھ اور اس سائنٹفک اور فلسفیانہ اصول سے عظمت اسلام قائم کرسکتا ہے۔ وہ محض اُسی بزرگ کے طفیل (جسے علماء نے کافر ٹھہرا رکھا تھا) اپنی ساری قابلیتوں اور استعدادوں کو اسلام کے خلاف اور عیسائیت کی حمایت میں استعمال کرنے سے رُک گیا ہے۔

دراصل موعظة حسنة اور جادلهم بالتي هي احسن کا یہی طریق ہے۔ ہمارے بابو فرزند علی صاحب فیروزپوری نے بھی ایک گریجوایٹ کی بابت (جو آخرکار احمدی ہوگیا) یہی فرمایا تھا کہ اس نے جب پہلے دن خواجہ صاحب کا لکچر سنا حالانکہ وہ لکچر کسی اختلافی مسئلہ کو اپنے اندر لئے ہوئے نہ تھا۔ لیکن اس گریجوایٹ نے یہی کہا کہ جس بزرگ نے ایسا اسلامی لکچرار ایک بی۔ اے کو بنادیا ہے۔ وہ ہرگز کافر نہیں ہوسکتا بلکہ ایسے بزرگ کو کافر کہنے والا خود کافر ہے۔ یہ اثر کچھ اس قسم کا اس گریجوایٹ کے دل پر پہلے ہی لکچر سے ہوا کہ دو سال اوس لکچر پر نہ گزرے کہ وہی گریجوایٹ اس سال حلقہ مریدین میں شامل ہوگیا۔

دراصل تبلیغ بھی ایک فن ہے۔ جو پرلے درجہ کی دور اندیشی۔ دوربینی۔ مزاج شناسی اور محل و موقعہ کا علم چاہتا ہے ورنہ لاٹھ مارنا تو ایک آسان امر ہے۔

الغرض تین گھنٹہ تقریر کے بعد خواجہ صاحب نے یہ معذوری بیان کی کہ انھیں کل جلسہ مذاہب میں اپنا پرچہ پڑھنا ہے اس لئے وہ لکچر کو ختم کرتے ہیں اپنی تقریر کو ختم کیا۔ خاتمہ پر پریزیڈنٹ مولوی رحمت اللہ صاحب نے جس قدر لکچرار کی تعریف کی اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں البتہ جس امر کو مدنظر رکھ کر خواجہ صاحب نے حضرت اقدس مرزا صاحب کا ذکر کیا وہ پریزیڈنٹ صاحب کی تقریر سے معلوم ہوتا تھا کہ اپنا اثر کئے بغیر نہ رہا۔ چنانچہ انہوں نے مناسب الفاظ میں جماعت احمدیہ کے حقوق کا جو اہل اسلام پر ہیں۔ اعتراف کیا۔ خاتمہ پر پریزیڈنٹ پر بعض عمائد شہر نے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تقریر حضرت مولوی محمد احسن صاحب

(بر موقعہ جلسہ سالانہ)

حضرت مولانا مولوی محمد احسن صاحب فاضل امروہوی نے پہلے ایک لمبی چوڑی دعا فصیح و بلیغ مقفی و مسجع عربی میں پڑھی منجملہ ان کے ایک یہ دعا ہے۔ اللھم الھمنی علما اتقہ باوامرک ونواھیک وارزقنی فھما اعلم بہ کیف اناجیک یا ارحم الراحمین اللھم ارزقنی فھم النبیین وحفظ المرسلین والھام الملائکۃ المقربین برحمتک یا ارحم الراحمین اللھم افتح لی ابواب رحمتک وانشر علی من خزائن علمک یا ارحم الراحمین۔

پھر اعوذ۔ بسملہ کے بعد یہ آیت پڑھی :-

لاخیر فی کثیر من نجواھم الا من امر بصدقۃ او معروف او اصلاح بین الناس ومن یفعل ذلک ابتغاء مرضات اللہ فسوف نؤتیہ اجراً عظیما

یہ چھوٹی سی آیت اس خاکسار نے پڑھی ہے۔ اگرچہ ہمارے احباب بالخصوص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریت طیبہ میں سے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے بہت کچھ جامع و مانع بیان کیا ہے۔ مگر میں بھی بحکم کم ترک الاول للآخر تعمیلاً للحکم کچھ سنانے دینا ہوں۔ واضح ہو کہ آدم سے لیکر ایندم تک وقتاً فوقتاً تلبیسات اور دجل کا زور ہوتا رہا ہے اور طرح طرح کے مفاسد و شبہات کی وقتاً فوقتاً ترقی رہی۔ یہانتک کہ بسبب ظہور فساد فی البر والبحر کے آنحضرت صلعم کا زمانہ بعثت آگیا۔ جن کے ظہور کی بشارت تمام انبیاء دیتے رہے تھے۔ یہ زمانہ بھی کثرت الفتن کا تھا چنانچہ ارشاد فرمایا ظھر الفساد فی البر والبحر اللہ تعالیٰ نے بتقاضاء صفت رحمانیت کے آنحضرت صلعم کے وسیلے سے جو فساد عالم و عامی میں واقع ہوا تھا جسقدر چاہا اُس کو رفع فرمایا۔ بعد اس کے خلفاء راشدین کا زمانہ ہوا ہے جس میں دین اسلام کی ترقی لانظیر واقع ہوئی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے علم میں ایک اخری زمانہ دجالی بھی تھا۔ اور وہ یہی زمانہ ہے جبکہ تمام عالم میں مذاہب دجاجلہ اور ادیان باطلہ کی کثرت ہو رہی ہے۔ اس وقت بھی حسب سنت اللہ کے اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت نے تقاضا کیا تو اُمت محمدیہ میں سے ایک عظیم الشان انسان جری اللہ فی حلل الانبیاء کو مبعوث فرمایا۔ تاکہ جو بدعات سیئہ و خیالات و عقائد فاسدہ پیدا ہو گئے ہیں ان کو دور کرے اور بیرونی دشمنوں اور اندرونی مخالفوں کے حملوں کی مدافعت فرمائے۔

یہ زمانہ دجالی ہے اس کے ثبوت کے لئے ایک ادنیٰ سی بات پیش کرتا ہوں کہ قطع نظر تلبیسات دینیات کے دنیاوی امور میں ہی دیکھو کہ ہر چیز پر کس قدر دجل اور ملمع سازی ہے۔ سونے چاندی کے متعلق ہی نہیں بلکہ ہر چیز میں ہر بات میں دجل اور ملمع کی کارروائی بکثرت دیکھی جاتی ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ زمانہ زمانۂ دجالی ہے۔ پھر اس دجالیت کے مظہر کو احادیث میں المسیح الدجال کہا گیا ہے جس سے یہ مراد ہے کہ وہ تمام دُنیا کی مسافت کریگا۔ کون نہیں جانتا کہ جو ترقی علم جغرافیہ کو اس وقت میں ہوئی ہے وہ اس سے پہلے ایسی کبھی نہیں ہوئی۔ دیکھو حضرت موسیٰ کی قوم چالیس سال تک ایک جنگل میں حیران و سرگردان رہی۔ آخر کیوں؟ اس لئے کہ راستہ نہیں ملتا تھا۔ اب تو چپے چپے پر سڑکیں تیار ہیں۔ دریا۔ ریگستان اور بیابان سب کی مساحت ہو گئی اور ہو رہی ہے۔ پس اے میرے دوستو! بتاؤ کہ حسب قول مشہور لکل دجال عیسیٰ کیا ضروری تھا یا نہیں کہ مسیح موعود مبعوث ہو۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت اس امت محمدیہ کے لئے ضائع جائیگی۔ ونعوذ باللہ منہ۔ حالانکہ فرمایا گیا ہے کہ ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا چنانچہ صدی کے سر پر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جس کا وعدہ کتب آسمانی میں زبان نبوت سے دیا گیا تھا۔ لوگوں کو چاہیئے تھا کہ اس انعام خداوندی کی قدر کرتے اور کفران نعمت کر کے مستحق عقوبت نہ ہوتے۔ مگر ایسا نہوا چونکہ مامور من اللہ کے وقت میں شیطانی آوازیں بھی آیا کرتی ہیں۔ ان الشیاطین لیوحون الی اولیاءھم۔ لہذا آوازیں تکذیب کی بھی بکثرت آنے لگیں اور الہامات شیطانی بھی موافق اپنی اپنی استعداد فاسدہ کے مکذبین کو ہونے لگے۔ اور سنت اللہ کی بموجب ایسے صدہا لوگ بموجب فاتبعہ شہاب مبین کے ہلاک اور تباہ ہو گئے۔ یعنی جنکی نسبت الہام رحمانی و وحی ربانی نے فتوی دیا تھا کہ وہ ہلاک ہوں وہ ہلاک ہو گئے مستدلاً جو سمجھ کر وہ آواز شیطان کے تابع رہے۔ مولانا روم فرماتے ہیں۔ ؎

بانگ شیطاں گلہ بان اشقیاست
بانگ سلطاں پاسبان اولیاست

چنانچہ ان آوازوں میں سے کسی نے عصا موسیٰ سنایا کوئی کانا دجال بن گیا کوئی مدد اس سے بول اُٹھا اور کوئی جموں سے بجائے چراغ کے ظلمت افزا پیدا ہوا۔ لیکن اہل نظر کی نظر میں ان دو آوازوں میں بڑا فرق و تفاوت بین ہے۔ دیکھو دشمن کے لئے جب دروازہ بند کرتے ہیں تو بھی آواز آتی ہے اور دوست کے لئے جب دروازہ کھولیں تو بھی ایک صدا نکلتی ہے۔ مگر عقلمند وہ ہے جو ان دونوں آوازوں میں فرق سمجھے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

تفاوت است میان شنیدن من و تو
تو بستن در و من فتح باب مے شنوم

آواز تو دونوں کو آئی۔ مگر دوست کے لئے دروازہ کھلتا ہے۔ اور دشمن کے لئے بند ہو جاتا ہے۔ ایک پر الہام ربانی ہوا تو رحمت آلہی کا دروازہ کھولا گیا اور سچے الہامات بارش کیطرح ہونے لگے برکات کا دروازہ کھل گیا۔ اسکو ایک جماعت متبعین کی دی گئی اور قبولیت ڈالی گئی۔ دوسرے پر الہام شیطانی ہوا تو اُس پر دروازہ بند ہو گیا نہ اُس کو کوئی جماعت متبعین کی دی گئی۔ نہ مقبولیت ہوئی۔ بلکہ وقتاً فوقتاً نظارہ ابتریت کا نظر آ رہا ہے۔ یہ مضمون شاعرانہ نہیں بلکہ شاعر نے غالباً قرآن مجید سے اقتباس کیا ہے۔

اللہ اکبر قرآن مجید کیا ہے ایک عجیب بیش بہا نعمت ہے اور اس میں کونسی صداقت ہے جو نہیں۔ میں ہر چند کہ پیر و ناتواں ہوں لیکن اسوقت قرآن کریم کے ارشادات کے بموجب اس بہار جاودان پر نظر کر کے اور اپنی اور مسیح موعود کا باغ کھلا ہوا دیکھ کر بہت خوش ہو گیا اور فرط مسرت سے شکر اللہ تعالیٰ اس جوش کے ساتھ بول رہا ہوں جیسا کہ عالم شباب میں بولنا تھا۔ (واقعی ۸۰ سالہ عمر میں یہ آواز اس قدر پُر جوش اور بلند تھی کہ مسجد کی فضا اس سے گونج رہی تھی) ؎

ہر چند من ضعیف و ہم ناتواں شدم
ہر گہ کہ روئے خوب تو دیدم جواں شدم

اب دیکھو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ اس مضمون کی تصدیق فرماتا ہے۔ ان الذین کذبوا بآیاتنا واستکبروا عنھا لا تفتح لھم ابواب السماء

یعنی جو کبر و غرور سے تکذیب کرتے ہیں ہزاروں نشانیوں کی (اس وقت میں مخبر صادق کی کیسی عظیم الشان پیشگوئیاں پوری ہوئیں اور ہو رہی ہیں اور پھر بھی تکذیب ہو رہی ہے) ان کے واسطے دروازے آسمان کے ہرگز نہیں کھولے جاتے۔ سچ فرمایا مولانا روم نے ؎

لعنت اللہ این عمل را در قفا
رحمت اللہ ان عمل را در وفا

دوسرے مقام میں ارشاد فرمایا :-

ان للمتقین لحسن مآب جنت عدن مفتحۃ لھم الابواب

جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں (ہماری جماعت متقین میں خدا کے

فضل سے داخل ہے۔ ان کے واسطے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ یعنی دوسرے کے واسطے بند کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ دیکھو جموں والے نے بڑے دعوے کئے مگر کیا وہ اُس مینار کو بنا سکا جس کی اس نے تکمیل کرنا چاہی تھی۔ کیا اسے جماعت دی گئی کیا وہ ابتر نہ رہا ضرور رہا۔ کیا کانا دجّال نے کوئی جماعت طیار کی جو اس خشوع وخضوع سے نمازوں کی ادا کرنے والی ہو کہ تراھم رکعًا سجدًا یبتغون فضلًا من اللّٰہ ورضوانًا میں ہے کہاں ہے عصائے موسیٰ کی جماعت وغیرہ وغیرہ۔ پھر دیکھو کہ یہ جماعت بیکس بے بس۔ بے زر۔ بے پر ہے معہذا اس کے لئے کیسی تائید الٰہی ہو رہی ہے کہ یدخلون فی دین اللّٰہ افواجًا کا نظارہ بھی موجود ہے۔ اور کوئی صاحب تلاوت آیات اور تعلیم قرآن مجید میں مصروف ہے۔ اور کوئی تعلیم حکمت قرآنی اور تزکیہ نفس میں مشغول ہے۔ یہ کیوں ہوا اس لئے کہ ان کے واسطے دروازے کھولے گئے ہیں۔ ان کے دشمنوں کے لئے بند کئے گئے عصائے موسیٰ نے اپنے الہاموں کی اتنی موٹی کتاب طیار کی۔ مگر جتنے الہام تھے سب غارت ہوگئے۔ اس سے ثابت ہوا کہ وہ عصا شیطان سے تھا۔

پس ثابت ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کے تقاضہ سے دجّالی فتنہ کے دُور کرنے کے لئے جو یہ سلسلہ قائم ہُوا ہے وہ خدا کی طرف سے ہے۔ اور اس سلسلہ کے بانی کے الہام جو براہین وغیرہ میں مندرج تھے پورے ہوگئے۔ اور پُورے ہو رہے ہیں اور ان شاء اللّٰہ پُورے ہُونگے اسی لئے یہ آیت الہام میں ہے کہ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ اور ان الہامات میں سے ایک یہ بھی الہام تھا کہ انا نبشرک بغلام مظہر الحق والعلی الخ جو اس حدیث کی پیشگوئی کے مطابق تھا جو مسیح موعود کے بارے میں ہے کہ یتزوج ویولد لہٗ۔ یعنی آپ کے ہاں ولد صالح عظیم الشان پیدا ہوگا چنانچہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب موجود ہیں۔ منجملہ ذریت طیبہ کے اس تھوڑی سی عمر میں جو خطبہ انھوں نے چند آیات قرآنی کی تفسیر میں بیان فرمایا اور سنایا ہے اور جو معارف اور حقائق بیان کئے ہیں وہ بے نظیر ہیں۔ اسے کوئی انھیں معمولی سمجھا دکھے یہ توکل کے بچے ہیں۔ ابھی ہمارے ہاتھوں میں پلے ہیں۔ اور کھیلنے کودتے پھرتے تھے تو یاد رہے یہ فرعونی خیالات ہیں۔ چنانچہ فرعون نے بھی حضرت موسیٰ سے یہی کہا تھا الم نربک فینا ولیدًا ولبثت فینا من عمرک سنین وفعلت فعلتک التی فعلت وانت من الکافرین۔

(کیا میں نے بچپن میں تیری پرورش نہیں کی اور تو اپنی عمر سے کئی سال یہاں نہیں رہا۔ اور تو نے وہ کرتوت کیا۔ جو کیا اور تو کفران نعمت کرنے والا ہے) میرے بھائیو ایسا خیال کسی کے دل میں آئے تو استغفار پڑھے۔ کیونکہ فرعون کا بُرا انجام ہُوا جو تمکو معلوم ہے۔ مثل مشہور ہے کہ اصبی صبی ولوکان نبیا۔

ایک دقیق بات اور سمجھ لینی چاہئے آنحضرت صلعم کے واسطے اللّٰہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّن رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں مگر اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے خاتم۔)

یعنی آنحضرت کا کوئی نسبی اور جسمانی بیٹا نہیں جو جانشین ہو مگر مسیح موعود کے واسطے یتزوج ویولد لہٗ فرمایا گیا۔ اور اس کی نسبت یہ بھی الہام ہوا کہ کان اللّٰہ نزل من السماء اس کی وجہ کیا ہے کہ نبی کریم کے تو ذکور میں سے کوئی ولد نہو اور مسیح موعود کے ہو۔ پس واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو تمام اُمتوں کا سردار بنایا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ انی جاعلک للناس امامًا ایضًا وجعلنا فی ذریتہ النبوۃ ایضًا من ذریتہ داؤد وسلیمان وایوب ویوسف وموسیٰ وھارون وکذلک نجزی المحسنین الخ یہ حضرت ابراہیم کی برکت سے ان کی اولاد میں بھی کامل لوگ ہُوئے۔ مگر یہ معاملہ یہیں ختم نہیں ہُوا جو لوگ محسنین ہیں (اللہ کی ذات وصفات کو دیکھنے والے ہیں) ان کو بھی ایسے ہی مراتب عطا کرینگے۔

اب چونکہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کسی کے باپ نہیں تو اس سے ابتر ہونے کا شبہ پڑتا تھا نعوذ باللّٰہ من ذٰلک۔ اس لئے لکن حرف استدراک لایا گیا۔ اور جو وہم ماسبق سے پیدا ہوتا تھا۔ اس لئے دور کر کے فرمایا کہ آپ روحانی باپ ہیں اور تمام کمالات نبوت کے جامع ہیں۔ یعنی کامل ومکمل ہیں۔ اس لئے آپ کی مہر سے ولد روحانی یعنی نبی پیدا ہوتے رہینگے۔ جو اُمتی بھی ہوں اور نبوت جزوی بھی اُن کو حاصل ہو۔ تاکہ روحانی اولاد کا سلسلہ قیامت تک باقی رہے لیکن اولاد ذرینہ نہونے اور بلا فاصلہ ان کے جانشین نہ بننے میں یہ سِرّ تھا کہ اگر ایسا ہوتا تو درجہ تکمیل کامل طور پر ظہور پذیر نہوتا کیونکہ مثل مشہور ہے کہ تخم کچھ نہ کچھ اپنی تاثیر کرتا ہی ہے۔ ادھر آپ کے کمالات تکمیلی حضرت ابراہیم کے کمالات تکمیلی سے بھی بڑھ کر تھے پس اس لئے کہ کوئی شخص یہ گمان نہ کرنے پائے کہ یہ اثر تو تخم کی تاثیر کا اثر ہے بحکم الولد سرلابیہ کے بیٹے میں اُن کمالات کو کسی قدر ظہور پذیر ہو جانا ضروری تھا۔ لہٰذا آپ کے روحانی کمالات واسطے اظہار درجہ تکمیل کے صدیق اکبر رضی اللّٰہ عنہٗ کے سینہ میں پہنچے جو آپ کی اولاد میں سے نہیں تھے تا ایک دُنیا پر ثابت ہو کہ آپ ایسے کامل ومکمل ہیں کہ غیروں تک بسبب حاصل ہونے کمال درجہ تکمیل کے آپ کا اثر پہنچا ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے ماصب اللّٰہ شیئًا فی صدری الاصببتہ فی صدر ابی بکر۔ یعنی کوئی چیز علوم دینیہ ومعارف حقہ اسلامیہ سے اللّٰہ تعالیٰ نے میرے سینہ میں نہیں ڈالی۔ مگر کہ ابی بکر کے سینۂ صافی میں ڈالدی گئی۔ ہاں بالضرور جبکہ چند پشتوں کا فاصلہ واقع ہوگیا تو بسبب اس فاصلہ کے وہ وہم جاتا رہا تو پھر آپ کی اولاد بنی فاطمہ میں سے ہی کمل افراد پیدا ہُوئے۔

دیگر واضح ہو کہ حضرت سید المرسلین خاتم النبیین محمد رسول اللّٰہ صلعم بنی اسمٰعیل میں سے ہیں۔ مگر چونکہ وعدۂ نبوت حضرت ابراہیم کی اولاد میں سے خواہ اسمٰعیل ہو یا اسحاق الی یوم القیامۃ ہے اس لئے حضرت ابراہیم کی اولاد میں سے مسیح موعود بنی اسحٰق سے ہُوا۔ تا یہ پیشگوئی کذلک نجزی المحسنین کی بھی دونوں ولد سے پُوری ہو وہ اس طرح سے کہ بنی اسمٰعیل میں سے تو ایک ایسے کامل اور مکمل سید المرسلین صلعم پیدا ہوں جن کی اُمت کنتم خیر امۃ کی مصداق ہو اور بنی اسحاق میں سے ایک ایسا نبی مسیح موعود پیدا ہو جو ہو تو احمد کا غلام۔ اور معہذا وہ نبی بھی ہو تاکہ وعدہ مندرجہ وجعلنا فی ذریتہ النبوۃ وغیرہ کا بھی اُس سے پورا ہو جائے۔ بقول شخصے

چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار — سہ نکتہا ست
بے محرم اسرار کجاست

پس الحمد للّٰہ کہ ہم اسپر ایمان لائے

اب ہم میں اور غیر احمدیوں میں فرق ہے۔ اور ہمیں مناسب نہیں کہ ان کے ساتھ شامل ہوں۔ اول یہ کہ ہمارے علاتی بھائی (غیر احمدی مسلمان مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جن پیشگوئیوں کی تکذیب کر رہے ہیں ہم ان کی تصدیق کرتے ہیں۔

دوم انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیٰوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشھاد۔ اس کا ماحصل یہ ہے کہ جو لوگ ایمان لائے ہم ان کی اسی زندگی دُنیا میں نصرت کرینگے۔ اور پھر آخرت میں بھی۔ آگے رہا صرف مابعد الموت کی نصرت کا ہونا اور دنیا میں کوئی نمونہ اُس کا نہونا تو اُس کا ہر ایک فرقہ باطلہ بھی

مدعی ہوسکتا ہے - ہم نے خدا کے فضل سے اسی دُنیا میں اس نصرت الٰہیہ کے نظارے دیکھے - پس یہی ثبوت ہے آخرت میں رحمت الٰہی کے دیکھنے کا - کہاں ہے عصا موسیٰ یعنی وہ موسیٰ جسنے عصیان کیا (الٰہی بخش) کہاں ہے وہ چراغ جس نے ظلمت پھیلائی - پھر وہ کفر پھیلا کفر جو سارے ہندوستان میں پھرا اور اپنی تمام کوششوں میں ناکام رہا - وہ مخالف جس نے اپنے رسالہ میں لکھدیا کہ "محمد احسن" توبہ کریگا - مگر محمد احسن تعالیٰ کے فضل سے اب تک اپنے عقیدہ پر قائم ہے - اس نے ساعۃ العسرۃ میں قریب ۱۰۰ روپے کی ملازمت چھوڑ دی -

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا الایہ

قریب چار ہزار روپے کے مکان کو خیر باد کہی ثم اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم - ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب - لیکن ہمارا دشمن انی مھین من اراد اھانتک کے الہام کے نیچے آگیا - یہ الہام بھوپال میں مجھے پہنچا تھا اور اسی کے ساتھ ہے انی معین من اراد اعانتک سو دونوں جلوے اپنی زندگی میں میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لئے فالحمد للہ علی ذالک

پھر حضرت خواجہ کمال الدین صاحب اور حضرت فاضل ایم اے ہمارے سلسلہ کے ایک نوجوان مقرر و محرر ہیں انھوں نے بھی تبلیغ میں اس نصرت الٰہیہ کے جلوے دیکھ لئے اور دیکھ رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ دیکھینگے -

جزاھم اللہ فی الدارین خیرا

اب میں اس آیت کیطرف رجوع کرتا ہوں کہ اس میں تین باتوں کی طرف اللہ تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے - پس واضح ہو کہ لا اور پھر الا جو نفی اور اثبات کے لئے آتا ہے وہ اثبات کے لئے آتا ہے - پس فرماتے ہیں کہ خیر منحصر انھیں تین باتوں میں ہے ایک امر بالصدقۃ یعنی جیسے واجبات اور تبرعات ہیں جتنے حسنات مالیہ ہیں ان کی تائید کے لئے حکم دینا - جو نفع جسمانی کا خلائق کو پہنچانا ہے - دیکھو قادیان میں کتنی مدیں جاری ہیں - یتامیٰ - مساکین ابناء السبیل وغیرہ وغیرہ دوم امر بالمعروف جو نفع روحانی کا پہنچانا ہے یعنی ہر ایک نیکی کا کام جو مشہور اور پسندیدہ شرع اسلام کا ہو اس کا امر کرنا اصلاح بین الناس جو دفع ضرر مطلق کا متمم یعنی لوگوں میں اصلاح کرنا - انکو اعمال صالحہ کی ترغیب دینا - گویا صدقہ میں نفع جسمانی غالب ہے - اور معروف میں نفع روحانی غالب ہے اور اصلاح بین الناس میں دفع ضرر ہے - اور قادیان کی صدر انجمن احمدیہ اور دیگر اراکین سلسلہ انھیں تین باتوں کا حکم کرتی ہیں - اور اس کا عملدرآمد بھی رکھتی ہیں - اللھم زد فزد -

پھر یہ تینوں باتیں ہوسکتا ہے کہ ریا سے ہوں اس لیئے فرمادیا کہ ابتغاء مرضات اللہ یعنی جو ان کاموں کو محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی طلب کے لیے کرے قریب ہے کہ ہم اسے بہت ہی بڑا اجر بخشینگے -

میرے دوستو اللہ تعالیٰ کے وعدے سچے ہیں اور وہ تمھیں تمام قوموں پر روحانی فتح دیگا - اور ان کے دلوں کو تمھاری طرف پھیر دیگا - اور اس کا یہ بھی وعدہ ہے کہ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ - اس آیت پر بشارت کی نسبت تمام مفسرین و محققین کا اتفاق ہے کہ یہ مسیح موعود کے زمانہ کے لیئے ہے اب چونکہ سیفی قوت سے دین کے متعلق قلوب انسانی پر کامل اثر نہیں ہوسکتا اس لیئے لامحالہ یہ کام اظہار دین اسلام کا براہین قاطعہ و حجج ساطعہ سے ہونا تھا - چنانچہ یہ اظہار دین براہین احمدیہ نے کیا بعدہٗ یہ کام اظہار دین اسلام کا ریویو آف ریلیجنز سے ہوا جو حضرت اقدس کے حکم سے جاری ہوا ہے دیکھو لیظھرہ علی الدین کلہ کا ترجمہ کیا ہے - کیا دُنیا کے مذاہب پر نظر اُس میں نہیں ہے - جو اسی رسالہ کا نام اُسوقت رکھا گیا ہے جو کسیکو بوقت تسمیہ کے اس آیت کا خیال بھی نہیں گذرا تھا - پس کیا اعجازی رنگ میں ریویو آف ریلیجنز کے متعلق اس آیت میں پیشینگوئی نہیں ہے - یہ رسالہ بھی مسیح موعود کی تحریک سے جاری ہوا - اور اب مولانا محمد علی صاحب ایم - اے کا ہاتھ اس کو چلا رہا ہے - گویا یہی رسالہ ہے جسکے ذریعہ خیالات باطلہ و عقائد فاسدہ کا ابطال کیا جاتا ہے اور لیظھرہ علی الدین کلہ کا نظارہ دُنیا میں مشاہد ہورہا ہے - ورنہ کوئی بتا دے کہ کسی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ ہی کیا ہو - اور پھر اُسنے رسالہ دنیا کے مذاہب پر نظر بھی جاری کیا ہو - اور ایسا ہی اللہ تعالیٰ کا یہ سلسلہ مدام جاری رہیگا -

پھر ہمارے پاس وہ لشکر ہے جو آیات محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم الی آخر السورۃ میں مندرج ہے - جس کی تقریر عید کے دن کی گئی تھی - اور ہمارے دوست فاضل اکمل نے لسے لکھ کر بدر میں چھپوا دیا ہے اب بحکم اللہ لکل ظھر بطن کے علاوہ بیان سابق کے ایک اور بطن قرآنی کو بیان کرتا ہوں

وہ یہ ہے کہ تمام حروف تہجی اولھا الی آخرھا ان آیات کے کلمات میں موجود ہیں - اس میں گویا یہ اشارہ ہے کہ تمام اوامر و نواہی جو ان حروف سے شروع ہوتے ہیں ان پر والذین آمنوا معہ یعنی جماعت کے لوگ ثابت قدم رہیں - اوامر کی تعمیل نواہی سے اجتناب کرتے رہیں -

ا - امانت - ایمان - اخلاص - ب - برکت تبر - ت - توکل بتقویٰ - ث - ثواب - ج جہاد (یعنی مجاہدہ فی الدین -) جود - ح - حیا و حکمت خ خشوع و خضوع - د - دعا ذ ذکر اللہ و ذکاوت ر - رافت و رحمت - ز زکوٰۃ - س سعادت سلامت - سخاوت - ش شکر ص صبر ض ضحایا - ضوء ایمانی - ط طہارت - ظ ظہور دین کا ع - عافیت - عدل - علم - عزم محبت غ غنا از خلق غور و فکر در امور دین - ف - فہم - فراست - ق قناعت - ک کرم - ل لیاقت م معرفت - ن - نور - نشاط - و وقار - وفا ہ ہمت - ہدایت خلق - ی یقین -

ناظرین کو چاہیئے کہ ایسے نواہی بھی استخراج کرلیویں - جن کے اوائل میں یہ حروف موجود ہوں - اب یہ تمام باتیں ہم میں جمع ہوجائیں تو بقول شخصے ع آرے باتفاق جہان مے توان گرفت - انشاء اللہ تعالیٰ (فسوف نوتیہ اجراً عظیما) ہم کو بہت بڑا اجر عظیم ملیگا -

خطبہ حضرت فاضل امروہوی

حضرت مولوی محمد احسن صاحب کے

جس خطبہ کا وعدہ ۱۲ - جنوری کے اخبار میں کیا گیا تھا وہ درج ذیل کیا جاتا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اول آپ نے سورہ قلم پڑھ کر ایک تمہید بیان فرمائی کہ اکثر حاضرین کو معلوم ہوگا کہ سابقہ خطبوں میں زمانہ مسیح موعود کو ایک بڑی فتح مبین کا زمانہ ثابت کیا گیا ہے - کیونکہ سورہ فتح کی اکثر آیات حضرت موعود کو الہام بھی ہوئی ہیں - اور مفسرین بھی اسطرف ناظر ہیں کہ پیشینگوئی مندرجہ آیت ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ زمانہ مسیح موعود میں پوری ہوگی اور واقعات بھی شہادت دے رہے ہیں کہ یہی زمانہ بعثت مسیح موعود کا زمانہ ہے چنانچہ حضرت اقدس کے الہامات میں سے یہ الہام بھی ہے کہ الرحمن علم القرآن والخیر کلہ فی القرآن اور یہی زمانہ وہ زمانہ ہے جو مصداق ظہور القلم کا ہے - اس سورۃ القلم کے بعض مضامین

کو حضرت مسیح موعود کے الہامات سے ایک خاص مناسبت ہے بلکہ دیگر مضامین قرآنی پر جب تدبر کیا جاتا ہے تو واقعات حال کو اُن مضامین کے ساتھ بڑی مناسبت معلوم ہوتی ہے۔ یعنی جبکہ مخالفین دین اسلام کے بلاوائل زمانہ بعثت میں واقعہ ہوئے ویسے ہی واقعات کسی کسی رنگ میں آخری زمانہ مسیح موعود میں مشاہد ہو رہے ہیں۔ اور جو وعدہ ہائے نصرت و فتح کے مومنین مخلصین کے لئے بعثت حضرت سید المرسلین کے وقت میں صادر ہوئے ویسی ہی فتوحات مسیح موعود کے مومنین مخلصین کو نظر آرہے ہیں۔ پس یہ کیا نشان صداقت مسیح موعود کا ہے کہ جس میں ایسا تطابق بین کا نظارہ جلوہ گر ہو رہا ہے۔ کیا سچ فرمایا حضرت اقدس نے ؎

بہار جاوداں پیدا ہے اُسکی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستاں ہے

اس تطابق کو دیکھ کر ہمارے ایمانوں میں کیسی تازگی و قوت پیدا ہوتی ہے جس سے ہمارا رواں رواں مسرور اور خوشنود ہوتا ہے۔ گویا کہ قرآن شریف کا نزول از سر نو ہو رہا ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود کے ہزاروں الہامات پُوری ہوتے دیکھ کر ایک دوسری تازگی اور قوت ایمان میں پیدا ہوتی ہے پھر مخبر صادق کی متعدد پیشگوئیاں عظیم الشان جو اس زمانہ میں ہم نے پُوری ہوتی دیکھ لیں اُنسے سہ چند قوت ایمان کی بڑھ جاتی ہے۔ پھر اس بروز محمدی کے زمانہ کو دیکھ کر اصل حضرت سید المرسلین و خاتم النبیین کی صداقت در صداقت ثابت ہوتی چلی جاتی ہے۔ سچ فرمایا مولوی روم نے ؎

چونکہ گل رفت و گلستاں شد خراب
بوئے گل را از کہ جوئیم از گلاب

پس یہی تو وہ فتح مبین ہے جو انا فتحنا لک فتحا مبینا میں ارشاد فرمائی گئی ہے۔ جس کا آغاز حضرت صلعم کی بعثت کے زمانہ سے ہوا۔ اور انتہا اس کا اس زمانہ مسیح موعود میں اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک رہیگا۔ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ پس نہایت خوش حالی اور مبارکی ہے ہماری جماعت کے لئے جو مخبر صادق کی پیشگوئیوں کی تصدیق کے درپے ہو رہی ہے۔ اور وائے ہے مخالفین پر جو تکذیب کے درپے ہیں۔ یاد رکھو کہ قرآن مجید میں ہر جگہ تکذیب کی مذمت آئی ہے۔ سورۃ رحمٰن میں اغلب کہ اکتیس جگہ فبای الاء ربکما تکذبان وارد ہوا ہے۔ اور سورۃ المرسلات میں دس دفعہ ویل یومئذ للمکذبین ارشاد فرمایا گیا ہے۔ اور تصدیق کے لئے تو یہانتک ہدایت فرمائی گئی وقد جاءکم بالبینت من ربکم وان یک کاذبا فعلیہ کذبہ وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم ان اللہ لا یھدی من ھو مسرف کذاب یہ کتنا بڑا نشان صدق ہے کہ مکذبین خواہ ملہم ہوں یا غیر ملہم انھوں نے اس صادق کی تکذیب کر کے اس مدت ۱۸–۱۹ سال میں بجز نامرادی اور ناکامی کے کونسا نتیجہ حاصل کیا اور اس صادق کو کیسی کیسی کامیابی حاصل ہوئی صدق اللہ تعالیٰ انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشہاد۔ دیکھو اس آیت کی تفسیر پہلے کر چکے ہیں

اگرچہ بعض مکذبین نے حضرت اقدس کی عمدہ تعلیم کی نقل تو اُتار لی ہے مگر خدا کے نشانوں کی نقل نہیں اُتار سکے ؎

حرف درویشاں بدزدد مرد دوں
تا بخواند بر سلیم او فسوں

پس اس لئے میں بار بار کہتا ہوں کہ یہ زمانہ فتح مبین کا ہے۔ اب بعض جلیل سورۃ القلم کیطرف نظر کرو۔ کہ آنحضرت صلعم کے لئے فرمایا گیا۔ اقرء اور مسیح موعود کے لئے الہام ہوا اصلوا کیونکہ آنحضرت صلعم اُمی تھے لکھ نہ سکتے تھے بلکہ ظہور القلم ان کے نشانات میں سے آیا ہے۔ خلق الانسان من علق میں اسطرف اشارہ ہے کہ جیسے ہم نے خون بستہ کو انسان بنا دیا اور روح انسانی ڈالکر اسکو ایسی عقل و تمیز عطا فرمائی۔ کہ تمام کائنات سے اسکو افضل کر دیا اگر ہم انسانوں میں سے کسی انسان کو اپنی وحی اور الہام سے مشرف فرمادیں تو اسکو کیوں بعید سمجھتے ہو پھر دیکھو کہ ہزاروں برس کے پچھلے زمانہ کی باتیں اسی قلم کے ذریعے سے ہم تم کو تعلیم کرتے ہیں کہ علم بالقلم اگر آئندہ زمانہ کے واقعات کی خبر ہم اپنے ملہم کو عطا فرمادیں تو اس میں کیا استبعاد ہے کیونکہ ہم تو انتہائی درجہ کے کریم ہیں پس اس زمانہ میں سب نظارہ تعلیم بالقلم کا بھی موجود ہے اور دوسرا نظارہ علم الانسان ما لم یعلم کا بھی موجود ہے ہزاروں پیشگوئیاں مخبر صادق صلعم اور مسیح موعود کی ہم نے پوری ہوتی ہوئی دیکھ لیں۔ مکذبین کی نسبت اشارہ کیا جاتا ہے کہ مکذب اپنی سرکشی اور تکذیب کو چھوڑ دیں اور اس بات کو دیکھیں کہ یہ جری اللہ فی حلل الانبیاء سوا ان عقائد صحیحہ کے جو مندرجہ کتاب سنت اور اعمال صالحہ کے جو امر و نواہی میں ارشاد ہیں اور کونسی چیز کی تعلیم کر رہا ہے۔ اور ہدایات قرآنی اور تقوے کے سوا اس کی تعلیم میں کونسے شرک یا کفر کی تعلیم ہے جس کی تکذیب کیجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تو علیم و خبیر ہے اس کو تو فریقین کے ذرہ ذرہ احوال کی خبر ہے اس لئے مکذب لوگ باز نہ آئے تو اُنپر عذاب الٰہی آنے والا ہے۔ یہاں پر میں دو مکذبوں کا ذکر کرتا ہوں (اول) ابوجہل جو اپنی شرارتوں اور سرکشیوں کے سبب جنگ بدر میں ہلاک ہوا اور آنحضرت صلعم کو طرح طرح سے ایذائیں اور تکلیفیں پہنچاتا تھا۔ اور اپنی سبھا اور سماج اور جماعت مشرکین قریش پر بڑا فخر و ناز تھا اور اُس کا سر جنگ بدر میں بموجب وعدہ الٰہی کے گھسیٹا گیا۔ اور خونی فرشتوں کے حوالہ کیا گیا۔ جسکی نسبت ارشاد ہے۔ کلا لئن لم ینتہ لنسفعا بالناصیۃ ناصیۃ کاذبۃ خاطئۃ۔ وہ اپنی پیشانی کے بالوں کو خوب درست کیا کرتا تھا مگر اللہ کے نزدیک وہ پیشانی جھوٹی تھی یعنی طرح طرح کے جھوٹ آنحضرت صلعم پر باندھتا تھا اور ہزاروں کفر اور شرک و معاصی میں خطا کار اور گرفتار تھے۔ پھر فرمایا جاتا ہے فلیدع نادیہ سندع الزبانیہ۔ یعنی اگر سماج اور جماعت قریش کی اس کے کچھ کام نہ آئی کیونکہ خونی اور ہیبتناک فرشتوں نے اُسکو دوزخ میں دھکیل دیا۔ ابوجہل کی نسبت نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ فرعونی اشد من فرعون موسیٰ۔ کیونکہ اسے بوقت جدا ہونے اپنے سر کے کلمات گستاخانہ کہے لیکن فرعون نے بوقت غرق ہونے کے قال امنت انہ لا الہ الا الذی امنت بہ بنوا اسرائیل۔ یہ تو حال ہے ابوجہل و فرعون کا۔ اب سنو مسیح موعود کے فرعون کو اس کی نسبت حضرت جری اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک فرشتہ میں نے دیکھا جس کی آنکھوں سے خون ٹپکتا تھا اور اس نے مجھے کہا کہ لیکھرام کہاں ہے۔ اور ایک قصیدہ میں ارشاد فرمایا ہے ؎

الا اے دشمن نادان و بے راہ
بترس از تیغ بران محمدؐ

پھر اس کی نسبت الہام ہے کہ عجل جسد لہ خوار لہ نصب و عذاب اشتہار دیتے ہیں کہ میری دعا قبول ہو چکی ہے۔ اگر تمہارا مذہب سچا ہے تو اپنے پرمیشور سے پرارتھنا اور دعا کرو کہ وہ اس قطعی موت سے بچ جاوے۔ اب یہ پیشگوئی اور استجابت دعا جو تمام دُنیا میں مشہور ہو چکی ہیں وہ پورے طور پر واقعہ ہو گئیں۔ باوجودیکہ یہ فرعون بھی اپنی سبھا اور سماج پر بڑا فخر اور ناز کرتا تھا لیکن کون نہیں جانتا کہ اس پر وہ عذاب موعود کس عظمت و شان سے واقعہ ہوا۔ دیکھو حقیقۃ الوحی اور مجم ... و غیرہا کو لفظ نادیہ ندا سے مشتق ہے جسکے معنے بخشش اور عطیہ کے ہیں۔ یا ندوہ سے مشتق ہے جس کے معنے مجمع کے ہیں۔ یہاں دونوں معنے صادق آسکتے ہیں کیونکہ سبھا اور سماج آریوں کی اس کو عطیہ یعنی بخشش بھی کرتی تھی اور نیز اجتماع کر کے مجلسیں بھی کرتا رہتا تھا اور اس سے دارالندوہ جہاں کہ قریش مشرکین جمع ہو کر آنحضرت صلعم کی ایذا دہی میں مشورہ کرتے تھے۔ پس جبکہ صدہا یہ الہام زور شور سے پُورے ہوئے کہ جو الہام ذریت طیبہ کے لئے ہیں کیا وہ پورے نہ ہونگے۔ بھلا وہ تو ضرور پورے ہونگے ایہا الاحباب! ان الہامات پر بھی کامل ایمان ہونا چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ نؤمن ببعض ونکفر ببعض کی وعید میں کوئی آجائے نعوذ باللہ خصوصًا ایسی حالت میں کہ آثار اُن الہامات کے پُوری ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے حکم سے ہماری کل جماعت کے وہ امام ہیں اور انھوں نے تھوڑی ہی عرصہ میں ایسی غیر معمولی ترقی کی ہے جیسے کہ الہام میں تھی اور بیٹے تو ارہاص کے طور پر یہ سب ارشاد مشاہدہ کئے ہیں اس لئے میں مان چکا ہوں کہ یہی وہ فرزند ارجمند ہیں جنکا نام محمود احمد سبز اشتہار میں موجود ہے۔

الحمد للہ الذی ہدانا لہذا اللہم رب الناس اذہب الباس لمولانا نور الدین۔ واشف انت الشافی لا شفاء الا شفاءک شفاء لا یغادر سقما۔ آمین یا رب العالمین۔ اللہم انی اسئلک العفو والعافیۃ لی ولامیر المومنین۔ وایدالاسلام ببقائہ والمسلمین۔ (آمین)

(راز الحکم)

جگہ کو غیر کنفی سمجھ کر احباب پسند دیا کہ کل کسی مکان پر شام کا لیکچر ہو۔ نمائش کے باعث تمام ہال اور وسیع مکان خالی نہ تھے بہت سوچ اور تلاش کے بعد شہر کے قاضی صاحب کا مکان خیال میں آیا۔ ہمیں تو سخت حیرت تھی کہ قاضی صاحب کس طرح احمدی لیکچروں کے لئے اپنا مکان دینگے۔ خصوصاً جبکہ ایک ہفتہ پہلے مولوی ثناء اللہ امرتسری کے وارد الہ آباد ہونے پر قاضی صاحب نے اپنے وعظ جمعہ میں فرمایا تھا کہ لوگ اس شخص کی وعظ میں شریک ہوں۔ شان ایزدی ہے کہ وہی قاضی صاحب جنھوں نے منکر امرتسری کی اس طرح عزت کی۔ ہمیں بطیب خاطر نہ صرف اپنا مکان ہی دیا بلکہ آئندہ ہر دو دن وہ دیگر انتظام لیکچر کے بھی کفیل ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر دے کہ انھوں نے اس طرح مہمان نوازی کے کام میں اعلان کلمۃ اللہ میں کافی امداد دی۔ (باقی آئندہ)

مسیحا صادق

کس بیاں میں ہو ادا مدح بیانِ صادق ماہیٔ چشمۂ کوثر ہے زبانِ صادق

کون ہے ساقیٔ کوثر؟ وہی احمدؐ پیارا جس کے قرآں کا ہر نقطہ نشانِ صادق

تیم احمد کا ہے آئینۂ نورِ احدی قاب قوسین سے ثابت ہے مکانِ صادق

اتباع اُس کی بنا دیتی ہے حق کا محبوب شان والوں میں بڑی شان ہے شانِ صادق

اس میں چھوٹوں کو ہے اللہ بڑائی دیتا سب جہانوں سے جدا ہے یہ جہانِ صادق

ہر طرف زور بلاؤں کا ہوا دُنیا میں امن کی جا ہے فقط دار امانِ صادق

دل وجان لیتے ہیں ایمان دیا کرتے ہیں بس اسی طور پہ چلتی ہے دکانِ صادق

دشمن و دوست کو دیجاتی ہے دعوت یکساں وسعتِ حوصلہ سے بچھتا ہے خوانِ صادق

تیر پر تیر چلے آتے ہیں اعدا کے لئے جب کبھی کھینچتی ہے دُنیا میں کمانِ صادق

تختہ و تخت میں کچھ فرق سمجھتے ہی نہیں ایسے سرمست ہیں پیمانہ کشانِ صادق

اپنے دشمن کو بھی جنت کی بتاتے ہیں راہ کیا کہوں وصفِ دلِ فیض رسانِ صادق

ایک طوفان وہ عالم میں بپا کرتی ہے جب چلے دیدۂ خونابہ فشانِ صادق

سر دشمن کو کچل دیتا ہے دم کے دم میں غیب سے پڑتا ہے جب سنگ گرانِ صادق

کیوں فدا ہوں نہ ہر اک لفظ پہ سو سو جانیں دلربا ہوتا ہے اندازِ بیانِ صادق

بادشاہوں کو تو فوجوں کا سہارا ہوگا ایک اللہ ہے بس حافظِ جانِ صادق

ایک عالم کو بٹھا دیتا ہے گھائل کر کے جب کبھی اُٹھتا ہے یہ دردِ نہانِ صادق

سنگدل کیوں نہیں تو قہر خدا سے ڈرتا عرشِ اعظم کو ہلا دیگی فغانِ صادق

اُس کے کانٹوں سے بھی پھولونکی ہی خوشبو آتی رشک صد گلشنِ عالم ہے خزانِ صادق

بول اُٹھا پڑھ کے بخاری کی حدیثیں اکمل لعلِ خوشرنگ اُگلتی ہے یہ کانِ صادق

اخبار بند کرنے کی ایک عجیب وجہ

ہمارے ایک کرم دوست نے اخبار بدر کو اس واسطے بند کرادیا ہے کہ انھوں نے تبلیغی کارڈ منگوائے تھے اور لکھا تھا کہ قیمت بھیجدونگا۔ مگر بدر نے کارڈ وی پی کر دئے۔ اور لکھا کہ کارڈ تھوڑے سے ہیں اور مانگ بہت ہے اس لئے وی پی ہی کرتا ہوں۔ ان فقرات کو ہمارے دوست نے دلگزاش سمجھا ہے کارڈوں کا وی پی واپس کر دیا ہے اور اخبار بھی بند کرا دیا ہے

گویا کہ اخبار وہ صرف اس واسطے خریدکرتے تھے کہ ان کو عندالطلب کتابیں قرض دیجاویں اگر وہ یہ خیال کریں کہ مجھے بے اعتبار جانا ہے تو یہ بھی ٹھیک نہیں کیونکہ اخبار کی قیمت وہ عموماً مابعد ہی دیتے رہے ہیں۔ اور اب بھی بقایا ان کی طرف ہے۔ اخبار کی قیمت بہت سے دوست پیچھے دیتے ہیں۔ مگر کتابوں وغیرہ کے متعلق یہ دستور کبھی دفتر بدر میں جاری نہیں ہوا۔

نیک مثال

چودھری غلام سرور صاحب گرداور قانونگو اور منشی محمد عبداللہ منشی سلطانی سرگودہ نے محض خدا کی خوشنودی اور سلسلہ کی خدمت کیخاطر احمدی احباب سے چندہ فراہم کرنے کی تکلیف گوارا فرمائی ہے۔ خدا تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرماوے۔ اس غرض کے لئے چھپی ہوئی مجلد رسید بکیں ان کو دی گئی ہیں اُمید ہے کہ احباب چندہ کی وصولی میں ان کی مدد فرمائینگے۔ جو لوگ چندہ دینگے ان کو ان کی تشفی کے لئے چھپی ہوئی رسید دینگے۔ جس کا ثنیٰ کاپی میں ان کے پاس رہیگا۔

(سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان)

المنیر جھنگ

اخبار جھنگ سیال کے زہر کا تریاق ضروری تھا۔ ہمیں بہت خوشی ہے کہ المنیر جھنگ سے نکلنا شروع ہوا۔ اڈیٹر صاحب موجودہ مضامین سے ایک قابل متین اور اپنے فرائض اڈیٹری سے آگاہ آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ ۱۶ - صفحہ کا اخبار صرف دو روپے سالانہ میں ہفتہ وار ارزاں ہے۔ آپ نے ۱۱- جنوری کے پرچے میں احمدیوں کا ذکر کیا ہے۔ اور حضرت امیر کے اس حکم پر کچھ کہا ہے جو غیر احمدیوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کے بارے میں ہے۔

اڈیٹر المنیر پر واضح ہو کہ یہ حکم بانی سلسلہ حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود علیہ السلام کا وحی الٰہی کے مطابق ہے۔ اور اس میں بہت سی حکمتیں ہیں۔ آپ اس کے لئے بدر کے اس سلسلہ مضمون کو پڑھیں جو غیر احمدی کے پیچھے نماز کی ممانعت کے بارے میں ہے۔ مختصر طور پر عرض کرتا ہوں۔ کہ امام [illegible] قوم کا ریپری زنٹے ٹو ہے اور کوئی ریپرے زنٹے ٹو نہیں ہو سکتا جب تک وہ پچھلے مقتدیوں کا حقیقی بہی خواہ اور ان کی خیر خواہی کا اپنے اندر خلوص قلبی کے ساتھ جوش نہ رکھتا ہو۔ آپ ایمان سے کہئے کیا غیر احمدی امام ان آرزوؤں کے متعلق جو ایک احمدی اپنے دل میں رکھتا ہے کہ الٰہی یہ احمدی سلسلہ اکناف عالم میں پھیلے دعا کر سکتا ہے ہرگز نہیں۔ وہ تو اس سلسلہ کی تباہی کے لئے دعا کریگا پس احمدی کس طرح اُس امام کی اقتداء میں کھڑا ہو سکتا ہے۔

یہ تو مکفرین و مکذبین کا حال ہے۔ دوسرے غیر احمدیوں کے بارے میں یہ سوال ہے کہ حضرت امام کو کیا سمجھتے ہیں؟ جو کہ بہ قسم ۲۵ سال سے یہ دعویٰ شائع کرتے رہے کہ مجھپر وحی الٰہی نازل ہوئی ہے۔ کہ میں خدا کیطرف سے مسیح موعود ہوں۔ اب ان کا یہ دعویٰ دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ مفتری ہیں اور پھر ہمارے امام کو مفتری سمجھنے والا ہمارا امام کیونکر بن سکتا ہے یا وہ سچے ہیں پس سچے ہونے کے حالات میں اہل سنت وجماعت کے عقیدہ کے مطابق انکا فرض ہے یا نہیں کہ فبایعوہ کی تعمیل میں ان کی بیعت کریں۔ پس وہ کیوں بیعت نہیں کر لیتے۔ اگر وہ متردد ہیں تو اس کا سیدھا جواب یہ ہے کہ ہم بھی پھر ان کے بارے میں متردد ہیں کہ انھیں کیا سمجھیں۔ امام الائمہ کا مکفر بحکم حدیث کافر ہے اور مکذب بحکم من کفر بعد ذلک فاولئک ھم الفاسقون فاسق۔ فاجر۔ (وان الفجار لفی جحیم)